ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

10 ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ —— اکتوبر ۲۰۱۳ء

قربانی
حکمت اور مسائل واحکام

اور (دیکھو) بے دل نہ ہونا اور نہ کسی طرح کا غم کرنا اگر تم مومن (صادق) ہو تو تم ہی غالب رہوگے (آل عمران: ۱۳۹)

- اقوام متحدہ میں وزیر اعظم کا خطاب اور ملکی صورت حال
- حق وباطل میں تفریق دینِ اسلام کا امتیاز
- خاندانِ عثمانی کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں
- تحریک انصاف اور قانونِ توہین رسالت
- اسلامی سزاؤں کے خلاف مہم
- قادیانیت آغا شورش کاشمیری کی شاعری کے آئینے میں

مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم ملتان	061 - 4511961 0300-6326621
مدرسہ ختم نبوت مسجد احرار چناب نگر	047 - 6211523 0345-7594257
مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور	042 - 35912644 0300-4240910
مولوی محمد طیب مدنی مسجد چنیوٹ	0321-7708157
دارالعلوم ختم نبوت چیچہ وطنی	040 - 5482253
عبدالرحمٰن جامی جلال پور پیروالا	0301-7576369
مدرسہ معمورہ، میراں پور (میلسی)	0308-7944357
مدرسہ ختم نبوت گڑھا موڑ (میلسی)	0300-7723991
مدرسہ ابوبکر صدیق، تلہ گنگ	0300-5780390
ڈاکٹر عبدالروف ڈاکٹر ریاض احمد جتوئی (مظفر گڑھ)	0301-7465899 0301-5641397
رانا محمد نعیم (حاصل پور)	0334-7102404
مدرسہ ختم نبوت، بورے والا (وہاڑی)	0300- 6993318
مدرسہ محمودیہ معمورہ، ناگڑیاں (گجرات)	0301-6221750
محمد اشرف علی احرار، فیصل آباد	0300- 7623619
محمد اصغر لغاری امیر ہزار خان (مظفر گڑھ)	0333-6911112
عبدالکریم قمر (کمالیہ)	0333-6377304
مولانا فقیر اللہ رحمانی، رحیم یار خان	0301- 3660168
مولانا عبدالعزیز، مدنی مسجد بہاولپور	0333-6397740
شفیع الرحمٰن احرار (کراچی)	0311-2883383

عیدالاضحیٰ کے موقع پر

قربانی کی کھالیں

مجلسِ احرارِ اسلام

کے شعبہ تبلیغ

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ

کو دیجیے

جملہ رقوم، عطیات، زکوٰۃ وعشر، صدقات
قیمت چرم قربانی بھیجنے کے لیے

بذریعہ بینک

چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری (مدرسہ معمورہ)

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان

الداعی الی الخیر

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبہ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 24 شمارہ 10 ذوالحجہ 1434ھ ـــ اکتوبر 2013ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	اقوامِ متحدہ میں وزیر اعظم کا خطاب اور ملکی صورتِ حال	مدیر	2
شذرات:	اِسلامی سزاؤں کے خلاف مہم!	عبداللطیف خالد چیمہ	3
〃	اِسلامی نظریاتی کونسل اور قانون تحفظ ناموس رسالت		
〃	تحریک انصاف اور قانون توہین رسالت		
افکار:	فتنہ سامان طالبان اور......کونکیل ڈالیں	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	8
〃	حق و باطل میں تفریق......دینِ اسلام کا امتیاز!	مولانا عوام دوست	10
〃	غیر ملکی دباؤ پر قادیانی مخالف تنظیموں کو ہراساں کیا جانے لگا	سیف اللہ خالد	14
دین و دانش:	قربانی......حکمت اور مسائل و احکام	ابن امیرِ شریعت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	17
〃	انتخاب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	25
〃	خاندانِ عثمانی کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں (آخری قسط)	مولانا حکیم محمود احمد ظفر	27
ادبیات:	حج بیت اللہ کو یاد کر کے..........!	جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	31
〃	مکہ معظمہ (زادھا اللہ تشریفا) (پروفیسر محمد رفیق اذفر) نعتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم (پروفیسر محمد اکرام تائب)		32
〃	بچے کو کچھ نہ کہنا	حبیب الرحمٰن بٹالوی	33
〃	قادیانیت آغا شورش کاشمیری کی شاعری کے آئینہ میں (قسط:۱)	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	34
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۲۹)	پروفیسر خالد شبیر احمد	48
	حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ میں شرکت		
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	مبصرین: مولانا محمد مغیرہ، محمد نعمان سنجرانی	55
اخبار الاحرار:	مجلس احرارِ اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	57
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

فیضانِ نظر ـــ
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی ـــ
ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر ـــ
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین ـــ
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر ـــ
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ـــ -/200 روپے
بیرون ملک ـــ /4000 روپے
فی شمارہ ـــ -/20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961
www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　مدیر

اقوامِ متحدہ میں وزیرِاعظم نواز شریف کا خطاب اور ملکی صورتِ حال

وزیرِاعظم نواز شریف نے 27ستمبر 2012ء کو جنرل اسمبلی سے خطاب کیا۔ انہوں نے ملکی و بین الاقوامی مسائل پر قوم کی ترجمانی کرتے ہوئے جامع گفتگو کی انہوں نے پاکستان پر امریکی ڈرون حملے بند کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ حملے پاکستان کی خودمختاری کے منافی اور عالمی قوانین کی خلاف ورزی ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بچوں اور خواتین سمیت چالیس ہزار جانوں کی قربانی دی اور ہمارے آٹھ ہزار فوجی شہید ہوئے۔ اقوام متحدہ کشمیریوں کے حق خود ارادیت کے مطابق مسئلہ کشمیر حل کرائے۔ فلسطین کو مستقل رکن کی حیثیت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایسی فلسطینی ریاست چاہتے ہیں جس کا دارالحکومت القدس ہو۔ افغانستان کو اپنے مقدر کا فیصلہ آپ کرنا چاہیے۔ نواز شریف کے خطاب کا امریکہ نے کیا تاثر لیا اور بھارت نے کس ردِ عمل کا اظہار کیا۔ میڈیا سے اس کی تفصیلات آچکی ہیں۔ لیکن کچھ سوالات اپنی جگہ مستقل موجود ہیں۔

۱۔ کیا امریکہ ڈرون حملے بند کردے گا؟ ۲۔ پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں مزید کتنی قربانی دینی ہوگی؟
۳۔ کیا اقوامِ متحدہ اپنی ہی قراردادوں کی روشنی میں مسئلہ کشمیر حل کر سکے گا؟ ۴۔ کیا بھارت مسئلہ کشمیر کا کوئی حل تسلیم کرے گا؟
۵۔ کیا فلسطین کو مستقل رکن بنایا جائے گا؟ ۶۔ افغان مسئلہ میں پاکستان کی کیا حیثیت ہوگی؟
۷۔ کیا طالبان سے مذاکرات کامیاب ہوں گے؟ (یا کبھی منعقد بھی ہوں گے؟)

میاں نواز شریف کی تقریر میں اٹھائے گئے نکات اہم ہیں لیکن عالمی استعمار ان کا حل نہیں چاہتا۔ امریکی صدر نے بھارتی وزیرِاعظم منموہن سے تو جھک جھک کر ملاقات کی ہے لیکن پاکستانی وزیرِاعظم کو ابھی تک شرفِ ملاقات نہیں بخشا۔ نواز شریف کے مطالبات امریکہ کو قبول ہیں نہ بھارت کو۔ ڈرون حملے جاری ہیں اور جب تک امریکہ کے مفاد میں ہے وہ یہ حملے جاری رکھے گا۔ نواز شریف بھارت کے ساتھ ۱۹۹۹ء کے معاہدۂ لاہور کے تحت مذاکرات کرنا چاہتے ہیں جبکہ منموہن ۱۹۷۲ء کے شملہ معاہدہ کے تحت مذاکرات کا عندیہ دے رہے ہیں، وہ کشمیر کو بھارت کا اٹوٹ انگ بھی قرار دے رہے ہیں۔ امریکہ، خطے میں بھارت کی بالادستی قائم کرنا چاہتا ہے۔ امریکہ اور جاپان کی دو کمپنیاں مل کر بھارت کو ایک بہت بڑا ''سول'' ایٹمی پلانٹ بنا کر دیں گی، منموہن امریکہ کے ساتھ کئی معاہدے کر رہے ہیں۔ ان میں ۵، ارب ڈالر کا جدید ترین جنگی سامان خریدنے کا معاہدہ خطے کے لیے خطرناک ہے۔ نواز حکومت کو ملکی مسائل حل کرنے کے لیے ہر قیمت پر ایک یوٹرن لینا ہوگا۔ پاکستان کو دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ سے الگ ہو جانا چاہیے۔ پاکستانی طالبان سے مذاکرات قیامِ امن کے لیے اہم ثابت ہو سکتے ہیں لیکن اس کے لیے سنجیدگی کی ضرورت ہے۔ اخبارات میں شائع ہونے والے بیانات کے مطابق طالبان نے گلہ کیا ہے کہ پاکستانی حکمران مذاکرات کی آڑ میں ہمارے ساتھ داؤ کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیلوں میں قید ہمارے ساتھیوں کو تشدد کر کے قتل کیا جا رہا ہے اور ان کی لاشوں کو ہمارے دروازوں کے سامنے پھینک کر مذاکرات کی پیش کش کی جا رہی ہے۔ فوجی کیمپوں، ایف سی چیک پوسٹوں اور دیگر مقامات پر حملے اسی کا ردِ عمل ہیں۔

ہماری رائے میں مذاکرات کے اس عمل میں سنجیدگی اختیار کی جائے۔ وگرنہ ۱۲ برس تک طاقت کے استعمال نے ہی مسئلہ کو اس نہج پر پہنچایا ہے۔ گزشتہ ماہ منعقد ہونے والی اے پی سی میں ملک کی سیاسی قیادت نے جو کچھ طے کیا اس پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے تو صورتِ حال میں بہتری کی کچھ اُمید ہو سکتی ہے۔

عبداللطیف خالد چیمہ

اِسلامی سزاؤں کے خلاف مہم!

قرآنی و اسلامی سزاؤں کے خلاف مہم میں شدت آتی جارہی ہے، آج کے عالمی تناظر میں اگر ہم جائزہ لیں تو ہمارے سامنے جو منظر ابھر کر آتا ہے، وہ یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ مسلم ممالک کے بچے کھچے نظریاتی تشخص کو ختم کر کے اپنی مرضی کے قوانین اور اپنا کلچر و تہذیب ہم پر مسلط کرنا چاہتے ہیں، معیشت و سیاست میں بالا دستی کے ساتھ ساتھ وہ ہمارے عقیدے پر بھی وار کرنا چاہتے ہیں اور بات دور نکلتی نظر آرہی ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ جب قانون توہین رسالت کے خلاف ملکی و عالمی مہم اپنا ہدف حاصل نہ کرسکی تو سرے سے سزائے موت کے خلاف مہم کو تیز کر دیا گیا،

''یورپین پارلیمنٹ میں انسانی حقوق، سلامتی و دفاعی امور، بین الاقوامی تعلقات و ترقیاتی امور پر وسیع تجربے کی حامل پُرتگال سے تعلق رکھنے والی سوشلسٹ رکن اینا گومیز کی قیادت میں پولش ممبر آندرے گرب پر مشتمل دو رکنی وفد اپنے مطالبات لے کر 26/ اگست کو تین روزہ دورے پر اسلام آباد پہنچا، وفد نے صدر، وزیراعظم اور سول سوسائٹی کے ارکان سے ملاقاتیں کر کے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں سزائے موت ختم کر دی جائے۔ علاوہ ازیں یورپین یونین پاکستان سمیت دنیا بھر میں کسی بھی شخص کو موت کی سزا دینے کی سخت مخالف ہے اور اقوامِ متحدہ جنرل اسمبلی میں اِس سلسلے میں پیش کی گئی قرارداد کی بھرپور حمایت کر چکی ہے۔'' (خلاصہ خبر روزنامہ ''دنیا'' لاہور بابت 21/اگست 2013ء)

صورتحال کی سنگینی اور دینی جماعتوں کے قابل احترام رہنماؤں کی تفہیم کے لیے ہم مزید یہ خبر نقل کر رہے ہیں۔

''اسلام آباد (طاہر خلیل) پاکستان کو سیکولر ملک بنانے اور شعائر اسلامی کا مذاق اڑاتے ہوئے نام نہاد یورپی دانشوروں کا ایجنڈا سامنے آ گیا۔ برسلز میں کام کرنے والے یورپی ملکوں کے ادارے انٹرنیشنل کرائسس گروپ (آئی سی جی) نے آئین سے اسلامی احکامات پر مبنی شقیں ختم کرنے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ جمعہ کو آئی سی جی کی ایشیاء رپورٹ نمبر 249 کا مسودہ جاری کیا ہے۔ جس میں پاکستانی پارلیمان کو ''با اختیار'' بنانے کے نام پر نئی آئینی ترامیم کی تجاویز پیش کی گئی ہیں اور حکومت سے کہا ہے کہ پاکستانی پارلیمنٹ پر یہ پابندی ختم کی جائے کہ وہ خلاف اسلام قانون وضع نہیں کر سکتی، اس ضمن میں آئین کا آرٹیکل 227 کالعدم قرار دینے پر زور دیا گیا ہے۔ حکومت سے مزید کہا گیا کہ وفاقی شرعی عدالت کو ختم کیا جائے کیونکہ آئی سی جی کے مطابق وفاقی شرعی عدالت کے قیام سے مقنّنہ کمزور ہوگئی ہے۔ انتخابی امیدواروں کی اہلیت اور نااہلیت سے متعلق آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 میں مندرج احکام اسلامی اور اخلاقیات کے حوالے سے تمام احکامات ختم کرائے جائیں۔ ایک اور آئینی ترمیم منظور کر کے پارلیمنٹ کا دائرہ اختیار فاٹا تک بڑھا دیا جائے۔'' (روزنامہ ''جنگ'' راولپنڈی 21۔ ستمبر 2013ء)

ایک پرامن معاشرے کا تصور سزا کے خوف کے بغیر ممکن نہیں ہے، پھر خالقِ کائنات نے انصاف کے تقاضوں

کے مطابق جو سزائیں مقرر فرمائیں اور خلافت اسلامیہ میں جن سزاؤں پر عمل ہوا اُنہی سے مظلوموں کی دادرسی ہوئی اور ظالم اپنے انجام کو پہنچے۔سزائے موت قرآنی قانون ہے۔امریکی تابعداری اور عالمی سامراجی ایجنڈے کی روشنی میں اِس سزا کے خلاف ہمارے حکمرانوں اور سیاستدانوں کی ہرزہ سرائی فکری اِرتداد ہے جو قراردادِ مقاصد اور دستور پاکستان کی نفی اور قیام ملک کے اساسی نظریے سے صریحاً غداری ہے۔قرآن کریم کی سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

''مومنو! تم کو مقتولوں کے بارے میں قصاص یعنی خون کے بدلے خون کا حکم دیا جاتا ہے'' اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''دین اسلام سے نکل جانے والے (مرتد) کو قتل کرو!

اخباری اطلاعات کے مطابق سزائے موت کا قانون ختم کرنے کے لیے مرکز نے صوبوں سے تجاویز طلب کی ہیں اور نئے قانون کا مسودہ تمام صوبائی حکومتوں کو ارسال کر دیا گیا۔(روزنامہ ''اسلام'' لاہور 12۔ستمبر 2013ء)

ہماری رائے میں آئینی و قانونی طور پر مرکزی حکومت صوبائی حکومتوں سے یہ رائے مانگنے کی مجاز ہی نہیں اس کے برعکس قراردادِ مقاصد کے علاوہ آئین میں ایسی شقیں شامل کی گئی ہیں جو پاکستان کو ایک خالص اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہیں۔دستور پاکستان دین اسلام کو ریاست کا سرکاری مذہب قرار دیتا ہے اور آئین کے آرٹیکل 31۔میں درج ہے کہ ''پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدامات کئے جائیں گے۔جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل کے لیے کوشش کرے گی۔

☆ قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا ☆ عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت و اشاعت کا اہتمام کرنا''

اِندریں حالات دینی جماعتوں، مذہبی رہنماؤں اور محبّ وطن حلقوں کو سزائے موت کو ختم کرنے کی مہم کے خلاف نبرد آزما ہو جانا چاہیے اور اس کام کے لیے رائے عامہ کو بیدار اور منظّم کرنے کے لیے جدوجہد کے ساتھ ساتھ مقتدر حلقوں کو صورتحال کی سنگینی کا احساس دلانے کے لیے مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔

اِسلامی نظریاتی کونسل اور قانون تحفظ ناموس رسالت:

اسلامی نظریاتی کونسل 1973ء کے آئین کی رو سے ایسا آئینی ادارہ ہے جس کا ذکر آئین کے آرٹیکل 227 تا 231 میں موجود ہے اور اس کا مقصد ایسی سفارشات تیار کرنا ہے جن کے ذریعے مسلمان اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی قرآن وسنت کے مطابق گزار سکیں۔

18 ستمبر 2013ء کو الیکٹرانک میڈیا اور 19 ستمبر کے قومی اخبارات میں اسلامی نظریاتی کونسل کے ایک رکن کے حوالے سے خبر نشر ہوئی کہ

''اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ توہین رسالت کے قانون کو چھیڑے بغیر ایک نیا قانون بنایا جائے تاکہ غلط الزام لگانے والے کو بھی سزا دی جاسکے کیونکہ توہین رسالت کا جھوٹا الزام لگانے والا دراصل توہین رسالت ہی کا مرتکب ہوتا ہے''۔

بادی النظر میں اِس تجویز کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے قانون تحفظ ناموس رسالت کو غیر مؤثر کر دیا جائے۔

☆ کیونکہ اس طرح تو کوئی مدعی ایف آئی آر کے اندراج کے لیے پولیس اسٹیشن کا رُخ نہیں کرے گا۔

☆ جھوٹا مقدمہ درج کرانے پر پہلے سے ایک سزا موجود ہے اُس کے ہوتے ہوئے یہ تجویز کوئی اپنا الگ ایجنڈا رکھتی ہے۔

اس صورتحال پر مختلف مکاتب فکر کا فوری ردِعمل سامنے آیا اور بعدازاں کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی کے بیان سے صورتحال میں بہتری آئی یا لائی گئی جو بہر حال خوش آئند ہے!

اسلام آباد (نمائندہ جنگ) اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی نے کہا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت قانون میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں ہے اگر کوئی شخص اس قانون کا غلط استعمال کرتا ہے تو اس کی سزا کا قانون پہلے سے موجود ہے۔ وہ پیر کو پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ گزشتہ ہفتے ہوئے اجلاس کے فیصلہ سے متعلق وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر کوئی شخص غلط شہادت دے تو اس کے خلاف دفعہ 194 کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے اور کوئی دعویٰ ہی غلط دائر کرے تو اس کے خلاف دفعہ 211 کے تحت کارروائی کی جاسکتی ہے یہ دونوں قوانین ایسے ہیں جن کی مدد سے تمام قوانین کا غلط استعمال روکا جاسکتا ہے۔ یہ فیصلہ جج کو کرنا ہے کہ شہادت غلط ہے یا دعویٰ غلط ہے اور وہ اس کے مطابق سزا دینے کا اختیار رکھتے ہیں لہٰذا تحفظ ناموس رسالت کے قانون کا غلط استعمال روکنے کے لیے تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں ترمیم کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مطالبہ جج سے کیا جاسکتا ہے کہ دعویٰ غلط کیا گیا ہے''

(روزنامہ ''جنگ'' لاہور بابت 24۔ستمبر 2013ء)

تحریک انصاف اور قانون توہین رسالت:

سیکولر اِنتہا پسند ملک کی نظریاتی شناخت کو ختم کرنے کے لیے اپنے ''حقیقی'' ایجنڈے پر دن رات کام کر رہے ہیں اور اسلامی سزائیں تختۂ مشق بنی ہوئی ہیں،

24 ستمبر 2013ء بدھ کو قومی اسمبلی میں تحریک انصاف نے توہین رسالت پر نظر ثانی کا مطالبہ کیا۔ 25۔ستمبر کے قومی اخبارات کے مطابق تحریک انصاف کے صدر جاوید ہاشمی نے کہا کہ ''توہین رسالت قانون ہم نے غلط بنایا تھا، اس قانون

سے بہت سے بے گناہ لوگ جیلوں میں بند ہیں، اس پر نظر ثانی کی جائے۔ ہمارے ملک کی اقلیتوں نے پاکستان کے خلاف کبھی بات نہیں کی''۔ تحریک انصاف کی ڈاکٹر شیریں مزاری نے کہا کہ پارلیمنٹ کو بے گناہ غیر مسلموں کو جیلوں سے نکالنے کے لیے توہین رسالت کے قانون میں موجود سقم دور کرنا ہوں گے'' (روزنامہ ''ایکسپریس'' لاہور)

''جاوید ھاشمی نے کہا کہ یہ ایک غلط قانون ہے اور جب یہ قانون بنایا گیا تو میں نے نہ صرف اس کی مخالفت کی بلکہ اس کے خلاف ووٹ ڈالا (روزنامہ ''اسلام'' لاہور)

اخباری اطلاعات کے مطابق جماعت اسلامی کے رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ یعقوب خان اور آزاد رکن جمشید دستی نے تحریک انصاف کے مؤقف کی مخالفت کی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مسلمان اور پاکستانی ہونے کے باوجود پاکستان کی اکثر سیاسی جماعتیں دین دشمنی اور وطن فروشی میں ایک ہیں۔ قادیانی ایلیمنٹ مختلف مقتدر سیاسی جماعتوں میں موجود ہے اور یہ اُسی ایلیمنٹ کی نحوست ہے کہ مُحسن انسانیت جناب محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت و ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بنائے گئے قوانین کو غیر مؤثر اور ختم کرانے کی بات کی جارہی ہے۔ توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کا مطالبہ کفر و اِرتداد پروری ہے۔ تحریک انصاف کی سیکرٹری اطلاعات شیریں مزاری کا تو یہی وطیرہ ہے اور وہ شفقت محمود سے مل کر اسی ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں، لیکن جاوید ھاشمی کو نہ جانے کیا ہُوا، پھر حد ہوگئی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ''میں نے اِس قانون کے خلاف ووٹ دیا تھا''

ھاشمی صاحب کی خدمت میں ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ؎

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

محمد ارشد چوہان کی رِحلت:

15 ستمبر 2013ء اتوار کو بھائی محمد ارشد چوھان انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ 1970ء کی دہائی میں مدرسہ تجوید القرآن چیچہ وطنی میں حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت پیر جی عبداللطیف رائے پوری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ کر تعویز لکھ کر دینے والے نوجوان ''خلیفہ محمد ارشد'' کے نام سے مشہور تھے، حضرت پیر جی عبدالعلیم شہید کے توسط سے ہماری اُن کی دوستی ہوگئی، عزیزم محمد آصف چیمہ کے ساتھ انہوں نے تحریک طلباء اسلام کے پلیٹ فارم سے سرگرمیوں کو عروج بخشا، پھر مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے کام کو منظّم کرنے کے لیے اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لائے، دارالعلوم ختم نبوت اور جماعت کے اداروں کو توانائی بخشی حسابات اور تعمیرات کے نظام کو منظّم کیا، میرے کئی ذاتی امور میں بھرپور معاونت بلکہ نگرانی کرتے، چناب نگر کے امور خصوصاً سالانہ ختم نبوت کانفرنس کو منظّم کرنے کے لیے فکرمند رہتے، 15۔ستمبر عشاء سے قبل رانا قمرالاسلام کے مکان پر حکیم سید منظور احمد شاہ کے ہمراہ معمول کی گپ شپ کی، نماز عشاء کھجور والی مسجد میں ادا کی گھر آئے کھانا کھایا اور سینے میں درد محسوس ہوئی، بیٹے ہسپتال لے گئے اور آدھ پون گھنٹے میں جان جان آفریں کے سپرد کردی، ؎

ایک اِک کرکے ستاروں کی طرح ڈوب گئے
ہائے کیا لوگ مِرے حلقۂ احباب میں تھے
(مُحسن احسان)

16 ستمبر پیر کو جامع مسجد میں نماز جنازہ قاری محمد قاسم نے پڑھائی ،اعزہ واحباب نے اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کردیا۔اللہ تعالیٰ حسنات کوقبول فرمائیں اورسیئات سے درگزر فرمائیں! (امین)،قائداحرارحضرت پیر جی سیدعطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم ، سید محمد کفیل بخاری ، ملک محمد یوسف ، مولانا محمد مغیرہ ، میاں محمد اویس کے علاوہ دیگر رہنماؤں اور کارکنوں نے محمد ارشد چوھان کے انتقال پرتعزیت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی گرانقدر خدمات کوخراج تحسین پیش کیا ہے،مقامی جماعت اوراداروں کے جملہ ذمہ داران اور کارکنوں نے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم ایک بہترین مہربان ،دوست اور انتھک کارکن سے محروم ہوگئے ہیں۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ ،دو بیٹیاں اور چھ بیٹے چھوڑے ہیں،ہم سب کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دُعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اولاد کوان کا صدقۂ جاریہ جاری وساری رکھنے کی توفیق سے نوازیں،آمین ثم آمین!

حافظ طلحہ احمد مرحوم:

یہ خبر ہمارے لیے دلی صدمے کا باعث ہے کہ ہمارے دوست پروفیسر امجد علی شاکر کے جواں سال صاحبزادے حافظ طلحہ احمد دیارِ غیر میں انتقال فرما گئے۔مرحوم ابھی پچیس سال کے بھی نہ ہوئے تھے اُنھوں نے پرائمری کے بعد قرآن مجید حفظ کیا پھر او لیول اور اے لیول کے امتحانات اعلیٰ نمبروں سے پاس کرکے فن لینڈ میں میرین انجینئرنگ میں داخلہ لیا۔ابھی سالِ آخر شروع ہوا تھا کہ زندگی آخر ہوگئی۔مرحوم کی حسنات میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اپنے گھر کے قریب مسجد میں باقاعدہ امام مسجد کے تقرر تک کچھ ماہ امامت کا فریضہ بھی سرانجام دیا۔فن لینڈ میں بھی حفظ تروتازہ رکھا اور مسلمان لڑکوں کونماز پڑھاتے رہے۔حلال وحرام کا خیال رکھتے اور ایک مسلمان کی زندگی بسر کرتے رہے۔۸ر ستمبر۲۰۱۳ء کی صبح فن لینڈ میں آپ کا انتقال ہوا،اور ۲۱ر ستمبر کولاہور میں نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔قرآنِ مجید کا یہ زندہ اعجاز دیکھا گیا کہ چودہ دن بعد چہرہ تروتازہ اور پرنور دکھائی دیتا تھا۔یوں لگتا تھا جیسے ابھی سوئے ہوں۔

اللھم اغفر لہٗ و ارحمہٗ و انت ارحم الرّاحمین۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ دو ماہ قبل ۲۶ جون کومرحوم کی والدہ ماجدہ اور پروفیسر صاحب کی اہلیہ بھی وفات پاگئی تھیں۔پروفیسر صاحب کے لیے یہ دونوں صدمے بہت دُکھ کا باعث ہیں اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور غمزدگان کوصبر جمیل عطا فرمائے۔(آمین)

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

فتنہ سامان طالبان اور......کو نکیل ڈالیں

(اگر مذاکرات کرو گے تو فوجی افسر مروا دیں گے)

وزیراعظم میاں نواز شریف صاحب ہمیں یقین ہے آپ ملک ملّت کے خیر خواہ ہیں لیکن ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے بہت سارے نادان ملک موجو ہیں۔ جو خطیر رقم کے بدلے ملک توڑنے کا ٹھیکہ لے چکے ہیں۔ نادان ملک کو ہر دھماکے اور ہر سانحہ کے فوراً بعد دھماکے کے پیچھے چھپے طالبان نظر آجاتے تھے۔ پھر خاموشی چھا جاتی تھی۔ اگر چہ کوئٹہ میں پکڑے گئے لڑکوں نے بتا دیا تھا کہ ہمیں تو ایک دھماکے کے لیے بڑے صاحب دو ہزار روپے دیتے ہیں۔ کراچی میں پکڑے گئے سی آئی اے ایجنٹ چھوڑ دیے جاتے تھے۔ پشاور میں حساس مقامات کی تصویریں لینے والے پکڑ کر دوسرے ہی لمحے معافی مانگ کر چھوڑ دیے جاتے تھے۔ فیصل آباد میں پکڑے گئے کرسچین سائیکل پر دھماکہ خیز مواد گرجا گھر پر پھینکنے کے لیے لے جا رہے تھے، بدقسمتی سے وہ راستے میں پھٹ گیا، ایک مارا گیا۔ دو نے اعتراف کیا کہ طالبان کے نام سے ہم نے بڑے پادری سے ایک بڑی رقم مانگی تھی۔ وہ بڑا امیر آدمی ہے۔ اس نے نہیں دی تو اس کے گرجا گھر دھماکہ کرنے جا رہے تھے۔ ان کے پاس سے طالبان کے نام کا لٹریچر بھی پکڑا گیا......مگر پھر کیا ہوا۔ اخبارات سے یہ خبر واپس لے لی گئی۔

گزشتہ دور میں جب ''ریمنڈ ڈیوس'' پکڑا گیا تھا تو خودکش دھماکے اور ڈرون کالعدم ہو گئے تھے مگر وہ اتنا طاقت ور تھا یا اس کے مقابلے میں ہمارا صدر اتنا بزدل تھا کہ جیل کی مسجد میں اذان بند کروا دی۔ پھر اُسے بحفاظت بگرام ائیر بیس پہنچا دیا گیا......اور اسی دن دو ڈرون حملے......پھر چل سو چل......پچھلے ہی دور میں جب آپ حزبِ اختلاف کے سربراہ تھے اور پاکستانی چوکی کو افسران سمیت ملیا میٹ کر دیا گیا تھا۔ سالارِ پاکستان نے عوامی ردِّعمل کے نتیجے میں ایک ائیر بیس خالی کروایا اور یہودی افواج کی سپلائی بند کر دی۔ کیا آپ کو معلوم نہیں؟ اس وقت ڈرون حملے اور خودکش نام کے دھماکے بالکل ناپید ہو گئے تھے۔

جناب وزیراعظم صاحب ہمیں دلی صدمہ پہنچا ہے کہ پاکستانی فوج کے دو مایہ ناز جرنیل کل ۱۵ ستمبر ۲۰۱۳ء کی دوپہر شہید کر دیے گئے۔ آخر آپ جیسے محبِ وطن اور خیر خواہ ملّت کب تک فوجی افسر مرواتے رہیں گے۔ مغربی طاقتیں آپ کو طالبان سے ہرگز مذاکرات نہیں کرنے دیں گے......آپ نے APC میں متفقہ فیصلہ کیا تو دو اعلیٰ فوجی افسر مروا دیے گئے تاکہ آپ

مذاکرات سے باز آ جائیں۔ نادان ملک سے مشورہ کرلیں جواب یہی ملے گا: ''یہ کارستانی پاکستانی طالبان کی ہے۔'' درست ہے آپ پاکستانی طالبان کو پکڑیں۔ مذاکرات مت کریں یا مذاکرات کے پردے میں ان کے ٹھکانے معلوم کر کے ان کو ''نیک محمد'' بتاتے رہیں۔ آخر طالبان ختم ہو ہی جائیں گے...... پاکستانی طالبان......اگر وہ کرسچین نکلیں یا کالے پانی، زی ورلڈ اور سی آئی اے والے تو ان کو کچھ مت کہا جائے کیونکہ وہ تو آقا کے حکم کے بغیر قدم نہیں اُٹھاتے۔ ہاں اگر پاکستانی طالبان واقعی ڈاڑھی، پگڑی والے مخلص قبائلی ہوں تو ان کو ضرور پابندِ سلاسل کیا جائے بلکہ عبرت ناک سزا دی جائے۔

۲۰۱۰ء کی تاریخ تو گزر گئی، کیا آپ کو معلوم ہے ۲۰۱۵ء اور ۲۰۲۵ء دو تاریخیں ان کے ہدف کی ابھی باقی ہیں۔ کاش آپ فتنہ سامان طالبان، گریٹر بلوچستان، سندھو دیش، اردو نگر اور جناح پور کی خواہاں تمام قوتوں کو نکیل ڈال سکیں۔ یقین کریں سپر پاور آپ کے ساتھ ہے اس کا نام امریکہ نہیں اللہ ہے۔ ایک سچا مسلمان کبھی اکیلا نہیں ہوتا، اس کا اللہ ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ اسی پر بھروسہ کر کے ملک وملّت کی خیر خواہی میں قدم اٹھائیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ تمام آسمانی اور تمام زمینی قوتیں آپ کو اپنی حامی و مددگار نظر آئیں گی۔

☆......☆......☆

عقیدۂ امامت اور خلافت راشدہ

مصنّف: مولانا پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

اہم عنوانات

(۱) قادیانیوں کا تصور خلافت اوران کے مزعومہ خلفاء کی تفصیل
(۲) خوارج کا نظریۂ خلافت
(۳) شیعہ کا نظریۂ امامت اوراس نظریے پر شیعہ کے قرآن وحدیث سے استدلال کا مدلل جواب
(۴) خلافت کے مآخذ اور خلافت کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم
(۵) خلافت کی اہمیت اور خلافت کی مروّجہ تقسیم
(۶) خلافت راشدہ اور شرائطِ استحقاقِ خلافت راشدہ
(۷) خلفائے راشدین کا طریقۂ انتخاب
(۸) امیر المؤمنین خلیفۂ راشد وعادل وبرحق سیدنا معاویہ رضی اللّٰہ عنہ کی خلافت راشدہ پر تفصیلی بحث

صفحات: 832　　قیمت: 700 روپے　　رعایتی قیمت: 450 روپے مع ڈاک خرچ

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی، ملتان 0300-8020384

مولانا عوام دوست

حق و باطل میں تفریق...... دینِ اسلام کا امتیاز!

دورِ حاضر میں رواداری، اعتدال پسندی اور سولائیزیشن (مادی تہذیب کی بالادستی) کے نام پر اسلامی تعلیمات کو مسخ کرنے کا ایک منظّم سلسلہ چل نکلا ہے، مقامِ حیرت تو یہ ہے کہ ایسی آوازوں کی ہم نوائی ان جگہوں سے ہو رہی ہے جن کے روحِ رواں کبھی حق کا سرچشمہ اور وہاں کے مکین خیر کا پیش خیمہ ہوتے تھے۔ اور اس فتنے کے پشت پناہ ایسے خانوادے ہیں جن کے اکابر حق گوئی میں ”لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ“ کی عملی تصویر تھے۔

آج ہمارا واسطہ جہاں ”کفریہ“ سیاسی استبداد سے ہے وہیں دین کے نام پر ترویج پانے والی ایسی ”بددینی“ سے بھی ہے جو خود کو مادہ پرستی، مغربی فلسفۂ زندگی اور ملحد معاشرے اور نظامِ بدی سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اسلام کے حقیقی تصور کو مسخ کرنے کے درپے ہے۔ اس لادینیت کا انتہائی ہدف تو اسلام کو دوسرے مذاہب کی طرح ذاتیات کے شکنجے میں کسنا ہے، مگر یہ لوگ حق و باطل میں تمیز کے واضح شرعی احکامات کے برملا انکار کی گنجائش نہ پا کر تاویلاتِ باطلہ کا سہارا لیتے ہوئے اسلام کو اندر ہی اندر سے کھوکھلا کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔

ایسے لوگ کبھی تو فتنہ کے سدِّ باب کے شرعی طریقوں کے برعکس جمہوری پالیسیوں کے رواج میں مگن دکھائی دیتے ہیں اور کبھی ”اخلاقِ دینی“ کو ”حقوقِ شیطانی“ سے خلط ملط کرنا اُن کا وطیرہ ہوتا ہے۔ کبھی تصلب فی الدین کو انتہا پسندی کا شاخسانہ قرار دیتے ہیں اور کبھی ”وحشتِ ظالمانہ“ پر آنکھیں موند لینا ان کی کمائی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ ان کی اس ملحدانہ دوڑ دھوپ کا ماحصل چند ٹکوں یا مراعات کے عوض اُمّتِ مسلمہ کو درپیش موجودہ حالات سے سمجھوتہ کرنے کی ترغیب دینا اور ان کا مطمحِ نظر چند اوباشوں کی وضع کردہ سیاسی و سماجی بساط سے سرِ مو انحراف کرنے والی ہر کوشش کا رد کرنا ہے۔

وہ عوام و خواص میں اس بات کا رسوخ چاہتے ہیں کہ موجودہ پر حالات پر سمجھوتہ کرتے ہوئے یہ بات پلّے باندھ لیں کہ ان سے نکلنے کا کوئی طریقہ و علاج نہیں ہے۔ اگر کوئی علاج ہے بھی تو وہی جو مغربی ٹکسال سے ڈھل کر آتا ہے، یعنی سرمایہ دارانہ نظام کی بدباطنی اور اشتراکیت کی چیرہ دستی کے جس ”جمہوری نسخے“ کے استعمال سے انسانیت نڈھال پڑی ہے، اسے ہی بطور دوا استعمال کیا جائے۔ یہ طبقہ عوامی فلاح و بہبود کے ضامن ”اسلامی نظامِ خلافت“ کی واپسی کی طرف جانے والا ہر راستہ روک کر ہمیشہ کی محکومی و غلامی کا طوق اُمّت کے گلے میں ڈالنا چاہتا ہے۔

ان کی شدید خواہش ہے کہ غلبۂ دین کی فکر رکھنے والوں کو سیاسی و سماجی دباؤ، عسکری سرکوبی اور ابلاغی بےہودگی

کے ذریعے نیست ونابود کر کے یاس ونااُمّیدی کو اُمّتِ مظلومہ کے اذہان وارواح میں گھسیڑ دیا جائے۔

یقیناً ہم ایک ایسے الحاد وارتداد کی زد میں ہیں جس نے عالمِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے، جو رنگ و روپ میں تو اسلامی دکھائی دیتا ہے مگر نتیجہ وفکر میں نفسانی ہے۔

لیکن مقامِ عبرت تو یہ ہے کہ ان حقائق کو جاننے کے باوجود ہم عملاً اسی ''بے دینی'' کا شکار ہیں، جو آئے دن اسلامی روح کو کچوکے لگا رہی ہے۔ کسی عامی کو تو رہنے دیجیے! دانش ورانِ وقت بھی اسلام کے دوبارہ غلبہ کے بارے میں مایوسی کا شکار ہیں، ان کی خود پر طاری بے بسی دیدنی ہوتی ہے، تبدیلی کا سوچنا تو درکنار انقلاب کے تصور سے بھی وہ لرزہ بر اندام ہورہے ہوتے ہیں۔

شاید اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں ہزارہا آزمائشوں اور کفار کی بہیمانہ یلغار کے باوجود ایسا دور آیا ہو کہ اُمّت مسلمہ بالخصوص اہلِ علم طبقہ اسلام کی حقانیت اور اسے بطور نظامِ زندگی لاگو کرنے کی کوششوں کے حوالے سے اتنی زیادہ فکری پسماندگی کا شکار ہو کر مسلمانوں کی دوبارہ اُٹھان اور کفر یہ معاشرے سے الگ تھلگ پہچان کو بھلا بیٹھا ہو۔

دور مت جائیے! برّصغیر میں اسلامی سلطنت کے زوال اور انگریزوں کے غاصبانہ قبضے، خصوصاً ۱۸۵۷ء کے جہادِ آزادی میں ناکامی کے بعد جن مشکل ترین حالات سے اہلِ حق دوچار ہوئے تھے اور جس ظلم وسربریت کا شکار ہوئے تھے ان پر ہی نظر ڈال لیجیے! کیا کبھی کسی نے سنا کہ ہمارے اکابر نے کفر یہ عمل داری کو تہِ دل سے قبول کرلیا تھا؟ یا چند مذہبی آزادیوں کے بدلے میں غلبۂ دین کی تحریک سے دستبردار ہو گئے تھے۔ اور افسوس تو اس پر ہے کہ موجودہ فضا میں جو شخص بھی کسی اہم قضیے پر قلم اُٹھاتا ہے جو اللہ کے دشمنوں کو چبھتا ہو، خواہشاتِ نفسانیہ کے خلاف ہو، اس میں کسی ناپاک فتنے کو دبانے کوشش کی گئی ہو، مسلم معاشرے پر حاوی منافقانہ تسلط کا چہرہ دکھایا گیا ہو، یا کسی دشمنِ اسلام کی بدعنوانیوں کی بازگشت ہو تو بلا امتیازِ حق و باطل اپنے ہی اسے مفسد اور مفتن قرار دے ڈالتے ہیں۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت ہی حق وباطل میں تفریق پر قائم ہے اور یہی تفریق دین کے امتیازات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا. (الفرقان)

بڑی عالی شان ہے وہ ذات جس نے یہ فیصلہ کی کتاب (یعنی قرآن) اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی، تاکہ وہ (بندہ) تمام دنیا جہان والوں کے لیے ڈرانے والا ہو۔''

حق پرستی کا تقاضا تو ہے کہ ہم اللہ کے دوستوں کو اپنا دوست اور اللہ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھیں اور اسلام کے خالص معاشرتی نظام پر روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے تیشے نہ چلائیں۔ خصوصاً علماءِ کرام کا فرض بنتا ہے کہ وہ کافر پر کفر کا

حکم، ملحد و فاسق پر الحاد و فسق کا حکم اور قرآن و حدیث کی نصوص کی رو سے اسلام سے خارج فرقہ پر اسلام سے خارج اور دین سے بے تعلق ہونے کا حکم بیان کرنے میں سوائے اللہ پاک کی خوش نودی کے کوئی مصلحت مدنظر نہ رکھیں۔

مگر ہائے افسوس! کہ آج ہم اللہ کا در چھوڑ کر منافقین کے ہاں عزت تلاش کرتے پھر رہے ہیں، اپنے اکابر کے کردار کے برعکس ہمارے عمومی طرزِ عمل پر غور کیا جائے تو یہ شعر یہ ہماری حالت پر سو فیصد صادق آتا ہے:

وہی چراغ بجھا جس کی لو قیامت تھی
اسی پہ ضرب پڑی جو شجر پرانا تھا

حالانکہ ہمارے اکابر کا طرزِ زندگی اور قربانیاں حق گوئی و بے باکی کی لازوال داستانیں رقم کیے ہوئے ہے۔ ان کی شاندار تاریخ کا مطالعہ کم از کم علماء کے لیے تو حقیقی مطلوب و مقصود ''اعلاء کلمۃ اللہ'' کے حصول تک عیش و عشرت کا تصور ہی معدوم کر ڈالتا ہے۔ مثال کے طور پر شیخ الہند رحمہ اللہ کی زندگی کو ہی لے لیجیے!

جب شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ دیوبند لایا گیا اور غسل کے وقت کپڑا ہٹایا گیا تو لوگ رو پڑے۔ جسم میں ہڈیوں کے سوا کچھ نہ تھا اور جگہ جگہ سے جسم کی کھال جلی ہوئی تھی۔ یہ خبر مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو ملی تو وہ بھی رو پڑے اور فرمایا:

شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے تاکید کی تھی کہ یہ راز فاش نہ کرنا! بات یہ تھی کہ مالٹا کے تہہ خانے میں انگریز افسر لوہے کی سلاخ کمر پر مارتا تھا کہتا تھا محمود حسن انگریز کے حق میں فتویٰ دو، مولانا کو جب ہوش آتا تو فرماتے ''میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا وارث ہوں، جسم پگھل سکتا ہے میں انگریز کے حق میں فتویٰ نہیں دے سکتا'' (۱)

ایک انگریز ٹامسن کا بیان ہے! ''دلّی کے چاندنی چوک سے پشاور تک درختوں پر علماء کی گردنیں، جسم لٹکے ہوئے ملتے تھے۔'' اسی مؤرخ نے لکھا ہے! ''روزانہ اسّی (۸۰) علماء پھانسی پر لٹکائے جاتے تھے۔''

ٹامسن کا یہ دردناک بیان بھی سنیے!

''میں دلّی کے ایک خیمے میں بیٹھا تھا، مجھے گوشت کے جلنے کی بو آئی، میں نے خیمے کے پیچھے جا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں آگ کے انگاروں پر تیس چالیس علماء کو ننگا کر کے ڈالا جا رہا ہے پھر دوسرے ۴۰ لائے گئے انھیں ننگا کیا گیا۔

ایک انگریز نے نے کہا! اگر تم انقلاب ۱۸۵۷ء میں شرکت سے انکار کر دو تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ ٹامسن قسم کھا کر کہتا ہے! سارے علماء جل کر مرتے گئے، مگر کسی ایک نے بھی انگریز کے سامنے گردن نہیں جھکائی۔ (۲)

انگریزوں کا یہ جَور و اِستبداد جیل، سولی، پھانسی، قید و بند، کالا پانی، جائیداد، مکانوں کا لوٹنا، جلانا، ضبط کرنا سب جاری تھا مگر

ان کے جذبۂ حریت اور قدموں کو کبھی لغزش نہ آئی۔ حقیقت حال تو خدا ہی کے علم میں ہے، مگر مؤرخین کے اندازے کے مطابق ۲۰ لاکھ بہادر جاں بازوں کو مختلف وحشت ناک طریقوں سے موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ (۳)

ہم ان قربانیوں کی قدر کیا جانیں؟ ہم تو آج ایک ایسے دور سے گذر رہے ہیں جہاں دین کے لیے قربانی دینے والے، ملک وملت کے لیے جانیں پیش کرنے والے، پھانسیوں پر لٹکائے اور فاسفورس بموں سے جلائے جانے والے لوگ جذباتی اور احمق کہلائے جاتے ہیں۔ جبکہ آسائشوں کے دلدادہ اور حکومتی مراعات کے حصول یافتہ عقل مند بتلائے جاتے ہیں۔ وفادار غدار اور جفا کار انصار بنے بیٹھے ہیں۔

لہٰذا دور حاضر میں اس بات کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے کہ کسی لالچ اور دنیاوی مصلحت کی پرواہ کیے بغیر دین کو اصلی حالت میں برقرار رکھا جائے جو ہمارے بزرگوں کی تھی۔ وقتی ضروریات اور بھاری بھرکم شخصیات کو دیکھنے کی بجائے پرانوں کے نقشِ قدم پر چلا جائے انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب آزمائشوں کے بادل چھٹ جائیں گے اور حق کا بول بالا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق کہنے، سمجھنے اور اس سے چپکے رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم پر کوئی دن ایسا نہ لائے جس میں ہمارا میلان باطل کی طرف اور باطل کا جھکاؤ ہماری طرف ہو۔ آمین

حواشی

۱۔ رسالہ جنگ آزادی کے کچھ واقعات، انصار احمد قاسمی، محمد شمیم ہاشمی، کریلی الٰہ آباد

۲۔ ایضاً

۳۔ یہ تفصیلات ماہنامہ دار العلوم، شمارہ: ۱، جلد: ۹۷، ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ مطابق جنوری ۲۰۱۳ء سے اخذ کی گئی ہیں۔

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

سیف اللہ خالد

غیر ملکی دباؤ پر قادیانی مخالف تنظیموں کو ہراساں کیا جانے لگا

غیر ملکی دباؤ پر پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف اور لٹریچر شائع کرنے والے اداروں کو مسلسل ہراساں کیا جا رہا ہے۔ وزارتِ داخلہ کے ذرائع کے مطابق سابق وزیرِ داخلہ نے ملک بھر میں قادیانی مخالف تنظیموں اور ردقادیانیت پر مبنی لٹریچر شائع کرنے والے اداروں کا ڈیٹا اکٹھا کرنے اور اس امر کو فرقہ وارانہ قرار دینے کا حکم دیا تھا۔ جس کو پنجاب پولیس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز 3 پولیس افسران نے جواز بنا کر ختمِ نبوّت کے تبلیغی مراکز کے خلاف کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا تھا، جو اب تک جاری ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ امریکی ہیومن رائٹس رپورٹس میں پاکستان کے اندر قادیانیوں کے خلاف نفرت کو ایشو بنایا جا رہا ہے اور امریکہ کے ساتھ بعض یورپی ممالک بھی پاکستان پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ توہینِ رسالت کی سزا ختم کی جائے اور قادیانیوں کے خلاف عقیدے کی بنیاد پر نفرت کو قابلِ سزا جرم قرار دیا جائے۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ سابق دورِ حکومت میں وزیر داخلہ نے ختمِ نبوّت کے دعوتی کام کو ''فرقہ وارانہ'' انتہا پسندی قرار دے کر اس کے خلاف چاروں صوبوں سے رپورٹس منگوائی تھیں اور وہ اس کام کو خود بھی مانیٹر کرتے رہے۔ ذرائع کے مطابق پنجاب پولیس میں سابق دور حکومت میں اعلیٰ سطح پر تین پولیس افسر قادیانی تھے، جن میں سے ایک کو بعد میں ڈائریکٹر جنرل ایف آئی اے بنا دیا گیا اور آنے والے دنوں میں ان کو آئی جی پنجاب لگائے جانے کے حوالے سے بھی افواہیں گرم ہیں۔ جبکہ ایک اور قادیانی افسر آئی جی موٹر وے رہے ہیں۔ تاہم آج کل کسی دوسری جگہ سروس کر رہے ہیں، جبکہ ایک صاحب جو سب سے زیادہ شدت پسند قادیانی ہیں اور کھلے عام خود کو مرزا مسرور کا قریبی بتاتے ہیں۔ وہ ماضی میں پنجاب میں ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن کے عہدے پر رہے ہیں۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ ان تینوں پولیس افسروں کی ذاتی کوششوں اور اثر ورسوخ کے سبب پنجاب پولیس نے پورے صوبے میں ختمِ نبوّت کا کام کرنے والوں کے لیے مسائل پیدا کرنا شروع کر دیے تھے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ ذرائع نے اُمّت کو بتایا کہ یہ سلسلہ جو 2009ء سے شروع ہوا تھا، اب تک جاری ہے۔ حکومت بدل جانے کے باوجود پولیس اور بیوروکریسی کے افسران اپنی روش پر قائم ہیں۔ حیرت انگیز طور پر اعلیٰ عدلیہ کے فیصلوں اور آئین پاکستان کی دفعات، جن میں امتناع قادیانیت کا ذکر ہے، ان کی اشاعت پر بھی مقدمات بنائے جانے کی مثالیں مل رہی ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلا چھاپہ 21 ستمبر 2009ء کو لاہور میں حضرت خواجہ خان محمد مرحوم کے فرزند صاحبزادہ رشید احمد کے ادارہ مرکز سراجیہ پر مارا گیا اور ختمِ نبوّت کا لٹریچر برآمد کر کے مقدمہ

درج کرلیا گیا۔ جو بعد میں لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر خارج کیا گیا۔ اس کے ایک برس بعد نومبر 2010ء میں اسی تھانہ غالب مارکیٹ کی پولیس نے مرکز سراجیہ پر دوبارہ چھاپہ مارااور علاقے کا گھیراؤ کر کے لوگوں کو ہراساں کیا۔ مالک مکان کو بلا کر دھمکایا کہ وہ گھر خالی کروالیں۔ مئی 2011ء میں آئینِ پاکستان کی دفعات کی کوٹیشن کیلنڈر پر شائع کرنے کے جرم میں تھانہ غالب مارکیٹ لاہور اور ضلع ساہیوال میں مقدمات درج ہوئے، جو احتجاج کرنے پر ختم ہو گئے۔ جبکہ نومبر 2012ء میں ایک بار پھر یہی عمل دہرایا گیا اور صاحبزادہ رشید احمد کے خلاف دفعہ 11 کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا۔ جس کی بنیاد قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کی اپیل پر مشتمل ایک پمفلٹ بنا۔ اطلاعات کے مطابق 20 اور 21 اگست 2013ء کی درمیانی شب پولیس کی بھاری نفری نے ایک بار پھر مرکز سراجیہ کو ہدف بنایا اور چھاپہ مار کر مرکز کی تلاشی لی۔ صاحبزادہ رشید احمد اور دیگر کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہے۔ خصوصی طور پر مالک مکان کو بلا کر ہراساں کیا گیا کہ اگر اس نے یہ مکان خالی نہ کروایا تو اچھا نہیں ہوگا۔ بعد ازاں رابطہ کرنے پر پولیس نے کہا کہ کوئی پرچہ درج نہیں ہوا ہے۔ بعض انٹیلی جنس معلومات کی بنیاد پر چھاپہ مارا گیا تھا۔ اس کے ایک ہفتہ بعد 31 اگست کو مسلم ٹاؤن لاہور میں واقع مجلس احرارِ اسلام کے دفتر میں بھی پولیس داخل ہوئی اور مرکزی رہنما میاں اویس سے ایک پمفلٹ ''مرزائیت کا ماضی و حال'' کے حوالے سے اور اس کے اندرونی ٹائٹل پر سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے ایک اقتباس کے حوالے سے پوچھ گچھ کی۔ بعد ازاں وہی پولیس اہلکار مجلس احرار کے دفتر کے باہر لوگوں سے عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کے دفتر کا بھی پتہ پوچھتے رہے جو کہ اسی روڈ پر واقع ہے۔ اس حوالے سے رات گئے پنجاب پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے رابطہ کیا تو انہوں نے تصدیق کی کہ سابق حکومت کے احکامات پر ہی اب تک عمل ہو رہا ہے اور اس ساری ایکسر سائز کے پیچھے لاہور کا امریکی قونصل خانہ اور پنجاب پولیس کے قادیانی افسران ہیں۔ جو کو کوئی بھی پوچھنے والا نہیں۔ اسلام آباد میں وزارت داخلہ کے ذرائع نے تصدیق کی ہے کہ 2009ء میں سابق وزیر داخلہ نے یہ حکم جاری کیا تھا کہ قادیانی مخالف سرگرمیوں کو فرقہ وارانہ تناظر میں دیکھا جائے اور اس نفرت کو قابلِ سزا جرم کی حیثیت دی جائے۔ وہ بذاتِ خود اس سارے عمل کی نگرانی کرتے رہے تھے۔ مگر موجودہ حکومت نے ان کے احکامات کو منسوخ نہیں کیا اس لیے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اسی ذرائع نے تصدیق کی کہ اس سارے عمل کی اصل وجہ یورپی یونین کے بعض ممالک جن میں برطانیہ اور فرانس سرفہرست ہیں اور امریکی حکام کی بھی دلچسپی ہے۔ کیونکہ تجارتی معاہدوں کے اجلاسوں میں یہ مغربی نمائندے، مغرب میں یہودیوں کی طرح پاکستان میں قادیانیوں کے تحفظ پر زور دیتے ہیں، جس پر حکومت کو یہ کارروائی کرنی پڑ رہی ہے۔ وزارت خارجہ کے ایک ذمہ دار نے تصدیق کی ہے کہ امریکہ اور یورپی یونین کے ممالک توہینِ رسالت کی سزا اور مرزائیوں کے خلاف تبلیغ کو بنیادی ایشو

بنائے ہوئے ہیں۔ اسے اس طرح قابلِ سزا جرم بنانے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے جس طرح یورپ میں یہودیوں کے خلاف بولنے کو قابلِ سزا جرم قرار دیا جا چکا ہے۔

لاہور پولیس کے ایک ذریعے نے اُمّت کو بتایا کہ مرکز سراجیہ کے خلاف کارروائی کی بنیادی وجہ مرکز سے ختمِ نبوّت کے لٹریچر کی ڈاک کے ذریعے تقسیم ہے۔ مرکز سراجیہ انٹرنیٹ پر اور ڈاک کے ذریعے قادیانیوں کے خلاف لٹریچر تقسیم کرنے میں فعّال ہے، اس لیے اس کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ موجودہ صورتِ حال کے حوالے سے مجلس احرار کے مرکزی سیکریٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ مغربی ممالک سمیت پوری دنیا میں ہماری تبلیغ کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور خود قادیانیوں کے اپنے لوگ اس بدعقیدہ سے متنفر ہو رہے ہیں۔ جس سے گھبرا کر قادیانیوں نے مغربی ممالک کی مدد سے دباؤ بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ ہم سو فیصد پُرامن ہیں اور امن کی راہ چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ ہم اس طرح پُرامن رہتے ہوئے قادیانیت کا تعاقب جاری رکھیں گے۔ علمی سرگرمیوں پر کوئی پابندی قبول نہیں کی جائے گی۔ عبداللطیف چیمہ نے کہا کہ جس لٹریچر کے شائع کرنے پر پاکستان میں پابندیاں لگ رہی ہیں یہ لٹریچر خود امریکہ اور یورپ میں شائع ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرف کے دور سے ختمِ نبوّت کے کام میں رکاوٹوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا اور حیرت انگیز طور پر پیپلز پارٹی، نواز لیگ اور تحریک انصاف کی قیادت بھی قادیانی نواز گروپوں کے دباؤ کا شکار دکھائی دیتی ہے، جس کے خلاف احتجاج ہمارا حق ہے۔ ہم احتجاج کا حق ضرور استعمال کریں۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی۔ 6رستمبر 2013)

☆......☆......☆

ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قربانی...... حکمت اور مسائل واحکام

اسلام امن وسلامتی کا ہی نام ہے اسلام کے ہر عمل سے سلامتی پیدا ہوتی اور امن پھیلتا ہے ہر باشعور آدمی غور وفکر کی نعمت سے اس حقیقت کو پاسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی آمد سے قبل انسانوں کے اعمال جس برائی، خباثت اور شیطنت سے آشنا ہو چکے تھے اسلام نے انہی اعمال کو اسوۂ حسنہ میں پابند کرکے محبت، آدمیت، امن، سلامتی اور عافیت پیدا کردی۔ غور فرمایئے قبائل کے سرداراوران کے ساتھی کھانا کھارہے ہیں ہمہ قسم نعمت ان کے سامنے چن دی گئی ہے مگر کیا مجال کہ غلام اس کی طرف دیکھ بھی جائے۔

روساء وبزرجمہر کھاپی کے فارغ ہوں گے۔ تو بچا کھچا ان کے منہ میں بھی پہنچ جائے گا جو غلام ہونے کا طعنہ سینے پر سجائے ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ یہ اسلام ہی ہے جس نے آکر مکارم اخلاق پیدا کئے۔ اسی معاشرے میں غلام کو آقا کے برابر اور فقیر کو امیر جیسا کردیا۔ من وتو کی تمیز ختم کردی۔ معاشرے میں حسن پیدا کیا۔ جو نہ کلیوں میں نہ غنچوں میں، نہ پھولوں میں نہ بہاروں میں ہے۔ دنیا کے کسی نظام میں بھی یہ حسن وخوبی یہ برابری وبرادری نہیں ہے۔ دنیائے فکر میں انقلاب بپا کیجئے اور چودہ سو برس کی الٹی زقند لگایئے۔ چشمِ خرد کھولیے اور ملاحظہ کیجئے کہ مولائے کائنات سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ لکڑی کے ایک پیالے میں لقمے لگالگا کر کھارہے ہیں۔ غلام آقا کے روبرو ہے نظر وتوجہ کی نعمتوں سے بھی مالا مال ہورہا ہے اور معاش ومعاد کے لیے بھی سنوار رہا ہے۔ جی ہاں یہ وہی بلال ہے جسے کفارِ مکہ کا جمہوری نظام اور جمہوری گماشتے اپنے برابر دیکھنا نہیں چاہتے تھے اور اسے غلام ہی مارنا چاہتے تھے، اسی طرح قربانی کا عمل بھی معاشرے میں امن وسلامتی اور بلندی پیدا کرتا ہے۔

قربانی تو زمانہء جاہلیت میں بھی امن وسلامتی اور سفر کے خطرات سے بچاتی تھی۔ عرب کا معمول تھا کوئی شخص اگر حج کے لیے آمادہ سفر ہے تو اسے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹے ڈال کر ساتھ رکھنا پڑتا۔ اور یہ قربانی کا پٹہ ہی راستے کے خطرات ومشکلات کے بچنے کی علامت ہوتا۔ نتیجہ یہ نکلتا کہ ایسا مسافر اپنے ساز وسامان سمیت منزل مراد پر پہنچ جاتا۔ حج کرتا، قربانی دیتا اور رضاء الٰہی کی نعمتیں سمیٹتا واپس لوٹ جاتا۔ قربانی کے اس جانور کو ہُدی کہا جاتا ہے۔ ویسے عربوں میں یہ دستور تھا کہ دین ابراہیمی کے مطابق وہ چار مہینوں کا بہت احترام کرتے یعنی رجب، ذی قعد، ذی الحج، اور محرم...... یہ مہینے پر امن اور عافیت وسلامتی کے مہینے تھے قرآن کریم نے بھی ان مہینوں کے باعزت وباوقار ہونے کا ذکر فرمایا ہے منھا اربعۃٌ حُرم ان میں سے چار بہت معزز ہیں۔

انہی چار ماہ کے اعزاز واکرام میں عرب اپنی جاہلیت کی عادتیں لڑائی جھگڑے ختم کردیتے تھے۔ ذی الحجہ کا مہینہ بھی انہی مکرم ومحترم مہینوں کا حصہ ہے۔ جس میں قربانی، حج اور عبادات اس کا جزو لاینفک ہے۔ اس لیے بھی یہ امن وامان اور عافیت وسلامتی کا پیغام سرمدی ہے۔ امن عامہ کی نوید الٰہی ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں چونکہ اسلام کو ثانوی حیثیت دیدی گئی ہے اور جمہوریت کو پہلی پوزیشن اس لیے موجودہ معاشرے پر پھٹکار پڑرہی ہے۔ عرب جہلا تو پٹے والے قربانی کے جانوروں کی لوٹ مار نہیں کرتے تھے۔ ''یہ

جمہوریت زادے'' اور'' روشن خیال'' تو وہ بھی نہیں چھوڑتے۔ اس عمل خبیث میں یہ اُن سے بھی آگے نکل گئے۔ لوگوں نے مہندی، جھانجر، زنجیر اور پٹے قربانی کی تمام نشانیوں سے اپنے قربانی کے جانوروں کو مرصع کیا ہوتا ہے مگر یہ فرزندانِ ناہموار اسے بھی چوری کرنے سے باز نہیں آتے اگر ''لبرل اسلام'' کے ماننے والے منافقین اپنے رویے تبدیل کر کے حقیقی اسلام کے پیروکار بن جائیں یعنی مکمل مومن بن جائیں تو امت کو یہ روز سیاہ دیکھنا نصیب نہ ہو! اس پر مستزاد یہ کہ ان چوروں اور حرام خوروں کو پاکستان کی رسوائے زمانہ تعزیرات سزا نہیں دیتی بلکہ ''لبرل اسلام'' کی نمائندہ کمیونٹی جو حدود اللہ کو'' وحشیانہ'' سزائیں کہتی ہے وہ وحشی اور جنگلی بھی اس درندگی پر بہت پریشان ہیں مگر امن قائم نہیں کر سکے۔ جو دن بھی طلوع ہوتا ہے، وہ فسق وفجور کی تمازت بڑھا دیتا ہے۔ خود کو ترقی یافتہ کہنے والے یورپ کے اندھے مقلد پاکستان میں خیر پیدا نہیں کر سکے۔ پاکستان کی سیکولر سیاسی قوتیں شر، فتنہ وفساد اور تباہی کی نمائندگی کرتی، اسے پھیلاتی اور حکومت کرتی ہیں۔ یہ چار پانچ فیصد جو امن کے روح پرور مناظر دیکھنے میں آتے ہیں۔ یہ صرف ان دینی اعمال کی وجہ سے ہیں جو مسلمان انفرادی اور ذاتی ذوق کی بنیاد پر کرتے ہیں ورنہ ریاست کے قانون بَد نے تو انکارِ اعمال کی کھلی آزادی دے رکھی ہے۔ اللہ کی پناہ۔

قربانی اپنے شاندار ماضی، امن وسلامتی پر سچی تاریخی روایت وشہادت رکھتی ہے۔ دورِ حاضر میں قربانی نہ صرف یہ کہ امن کا پیغام ہے بلکہ مسئلہ معاش کا عظیم پہلو بھی اپنے جلو میں رکھتی ہے کہ اس عمل صالح کی بدولت معاشی بدحالی ختم ہوتی اور معاشی امن پیدا ہوتا ہے۔ سینکڑوں غریب امیر ہو جاتے ہیں۔ قرآن کا حکم ہے:

فکلوا منہا و اطعمو البائس الفقیر. (پ ۱۷ الحج آیت ۲۸) سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج بے حال کو۔

فکلوا منہا و اطعمو القانع و المعتر. (پ ۱۷۔ الحج آیت ۳۶)

سو کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ صبر سے بیٹھنے والے کو اور بیقراری کرنے والے کو۔

ہمارے معاشرہ میں سرمائے کی غیر منصفانہ تقسیم اور یورپ کے معیارِ زندگی کی نقالی نے معاشرہ کو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے۔ اعلیٰ طبقہ کہلانے والے لوگ اخلاق سے عاری، ہمدردی سے محروم، اخوۃ، برادری اور برابری کے شائستہ جذبات کو خیر باد کہہ کر دوسرے تیسرے اور چوتھے طبقہ کے لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ ہمارے معاشرے کا دوسرا تیسرا اور چوتھا طبقہ زندگی کی راحتوں سے مجبور اور معاشی حالات سے رنجور ہے اور سفید پوشی، ظاہر داری اور برادریوں کے جذبۂ تقابل میں اس قدر چُور چُور ہے کہ توبہ ہی بھلی۔ معاشرے کے جن لوگوں کے پاس مال ومنال زر وجواہر اور دھن دولت موجود ہے۔ پھر اُن میں سے جو اس دولت کو دین کے احکام کے مطابق صرف کرتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں صدقات دیتے ہیں انفاق عام کرتے ہیں وہ جب قربانی دیں گے تو معاشرہ کے ایسے افراد جو بے چارے مال کی کمی کے سبب ہفتوں اور مہینوں تک گوشت کی شکل سے ناآشنا اور اس کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔ قربانی کرنے والا خود کھائے تو اس کی اجازت ہے اس لیے کہ ''**فکلوا منہا**'' امرِ استحباب ہے امرِ وجوب نہیں یعنی اجازت ہے حکم نہیں جیسے

و اذا حللتم فاصطادوا. (پ ۶۔ المائدہ۔ آیت ۲) اور جب احرام سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔

اپنے گھر کے لیے رکھ لے تو اجازت ہے اگر نہ رکھے تو بہتر ہے اور واجب ہے کہ وہ قربانی کا گوشت بے حال محتاج، نادار، بے یار ومددگار اور ایسا مسکین جو قانع صابر محروم ہو اور ایسا مسکین بھی جو سائل اور بے قرار ہو بھوک کے ہاتھوں تنگ آکر مانگنے لگ جائے

سب کو تلاش کر کے پہنچایا جائے۔ایسے ضرورت مندوں کو زکوۃ صدقات وغیرہ کی طرح قربانی کا گوشت پہنچانے سے ان کی طبعی تندی ترشی اور حالات سے پیدا شدہ نفرتیں کم ہوں گی۔غضب وانتقام کی جگہ محبت واحترام پیدا ہوگا۔لوٹ مار قتل وغارتگری کی بجائے حفاظت و خدمت کے نیک جذبات ظہور پذیر ہوں گے۔معاشرہ میں امن وسلامتی غالب آئے گی یعنی خیر طالب اور شر مغلوب ہوگا۔رودے اور کھالیں بھی معاشرے کے انہی پسے ہوئے لوگوں کا حق ہے۔قصاب قطعاً کھال رودے اُجرت میں نہیں لیجا سکتے قربانی کے جانوروں پر ڈالے گئے کپڑے گھنٹیاں زنجیریں جھانجریں وغیرہ سب چیزیں غرباء کا حق ہیں۔جب غرباء کو ان کا شرعی حق مال کی صورت میں پہنچے گا تو معاشی ناہمواری دور ہوگی اور معاشی ناہمواری کے دور ہونے سے جذبہ حسد ورقابت بھی دور ہوگا جس کا نتیجہ ہے خوشحالی مختصر اًملاحظہ کریں۔

قربانی کے فوائد:

(۱)　ایک طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔قربانی کے لیے جانور خریدے گئے۔بیچنے والے کو مال منتقل ہوا۔ اُسے کچھ روز گھر میں رکھا، خدمت کی، گھاس دانہ کھلایا

(۲)　دوسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔قصاب نے ذبح کیا اور مزدوری لی۔

(۳)　تیسرے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی، کھال فروخت ہوئی یا خیراتی اداروں میں تقسیم ہوئی۔

(۴)　چوتھے طبقہ میں گردشِ زر قائم ہوئی۔رودے، زنجیر، کپڑا، جھانجر فروخت ہوئی۔ان کی قیمت مساکین یتامیٰ، بیوگان محتاج، غریب، دینی کارکن، دینی مدارس کے مسافر طلباء واساتذہ میں مختلف صورتوں میں تقسیم ہوئی۔

(۵)　پانچویں طبقہ میں گردش زر قائم ہوئی۔سرمایہ انجماد سے بچا۔ایک ہاتھ میں نہ رہا مختلف ہاتھوں میں پہنچا ملک وقوم کو فائدہ پہنچا۔ایسا اہم اور عظیم عمل جس سے معاشرے کے پانچ طبقوں کو فیض، نفع اور فائدہ پہنچتا ہو اس کی مخالفت کرنا کہاں کی خدمتِ انسانی اور خدمتِ حیوانی ہے۔یا دانشمندی ہے؟ بجز اس کے کہ

بک رہے ہیں جنوں میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

ہاں یہ سیکولرسٹوں کا ''روشن اور لبرل اسلام'' تو ہوسکتا ہے حقیقی دین اسلام نہیں۔

قربانی اور قربانی کے جانور:

قربانی اور قربانی کے جانور شعائر اللہ میں سے ہیں۔(پ ۱۷۔الحج آیت ۳۶)

ایسے لوگ جو بے رحمی اور حیوانات کے انسداد کی ذیل میں قربانی کے عمل کو رد کرتے ہیں یا مال کے ضیاع کی نام نہاد حکمت کی بنیاد پر اس کو غلط قرار دیتے ہیں وہ لوگ بنیادی طور پر جاہل وظالم ہیں۔اس لیے کہ قرآن حکیم نے قربانی اور قربانی کے جانوروں کی حیثیت دین اسلام کی علامتوں میں سے دو علامتیں قرار دی ہیں۔دین کی علامتوں کی تعظیم دلوں کے تقویٰ کی علامت ہے۔ان شعائر کا احترام نہ کرنے والے لوگ خلوص سے محروم ہیں۔شعائر اللہ کی باقاعدہ وباضابطہ شرعی حیثیت وعظمت ہے۔اس عمل کی ایک مذہبی، شرعی اور قانونی تاریخ ہے اس کی تردید، تغلیط اور توھین، احکام ومسائل اور قوانین قرآنی سے بے خبری، لاعلمی اور جہالت پر مبنی ہے۔پھر ایسا آدمی جو قربانی جیسے عمل خیر کو روکتا ہے، اس کے خلاف ذہنوں کو ہموار کرتا ہے اور فضول قسم کی باتیں

جویا وہ گوئی اور ہرزہ سرائی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں' کرتا رہتا ہے۔ وہ معاشرے کو باہم ایک دوسرے سے کاٹنا چاہتا ہے۔ قربانی کے عمل سے معاشرہ کے تمام طبقات باہم مربوط ہوجاتے ہیں اور یہ حیوانات پر رحم کرنے والا نام نہاد مہربان انسانوں کو محبت، مؤدت، ارتباط، معاشرتی ترقی سے محروم کرنے والا ظالم، سفاک اور خودغرض ہے کہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا!

پیغام:

عید، خوش خوراکی وخوش پوشاکی اور کھیل کود کا نام ہی تو نہیں بلکہ عید عبارت ہے......

اجتماعیت ویکجہتی سے، قربانی وایثار سے، عدل وتقویٰ سے، حق شناسی وخدا خوفی سے

محبت، ادب اور اخلاص سے، مودّت اور اخوت کے پاکیزہ جذبات سے!

احکام ومسائل

● **تمہید:** قربانی جدُّ الانبیاء اور مجدّد الانبیاء سیدنا ابراہیم خلیل اللہ اور سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ علیہم السلام اور سید الاوّلین، قائد المرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس یادگار اور ابدی سنت ہے...... حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایامِ قربانی میں اللہ تعالیٰ کو اپنے نام پر بہائے ہوئے خونِ قربانی سے زیادہ کوئی چیز اور عمل پسند نہیں۔ ذبح کے وقت خون کا ہر قطرہ زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی خدا کے ہاں مقبول ہوجاتا ہے۔ نیز فرمایا: ذبیحہ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں 'ان میں سے ہر ہر بال کے بدل میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿لَنْ یَّنَالَ اللہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاءُ ھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾

''اللہ کو نہیں پہنچتے' ان کے گوشت اور نہ لہو۔ لیکن اس کو پہنچتا ہے تمہارے دلوں کا ادب (خلوص)۔'' (سورۃ حج' ۳۷۔ پارہ ۱۷)

قربانی: بعض اسلام دشمن عناصر جن کو مخلوقِ خدا کی فلاح کا بہت زیادہ ''درد'' اٹھتا ہے' وہ اس نظریاتی مملکت میں برسوں سے زہر پھیلا رہے ہیں اور خصوصیات کے ساتھ جدید تعلیم سے روشناس مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں کہ قربانی ''مولوی ازم'' کی ایجاد ہے، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ہزاروں لاکھوں روپے کا خون بہا دیا جائے، اس میں انسانیت کی کیا خدمت ہے؟ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ تو صرف ''مکہ'' میں ہی فرض ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قربانی نہیں دی۔ کوئی شخص بھی اس بات کا مجاز نہیں کہ دینِ متین میں ایک حرف کی بھی تبدیلی کرسکے۔ قربانی انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر واجب ہے۔ جو چودہ سو سال سے ادا کی جارہی ہے۔ خود حضور ﷺ نے اور ان کے بعد ان کے صحیح جانشین خلفائے راشدین نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور امت کی مسلّمہ شخصیتوں نے ادا کی اور کروائی۔ یہ کہنا کتنا بڑا دجل ہے کہ ختم المرسلین ﷺ نے صرف مکہ میں قربانی کی۔ حالانکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے کہ مدینہ میں بھی قربانی ہوئی اور لاکھوں مربع میل میں پھیلی ہوئی اسلامی سلطنت میں بسنے والے مسلمانوں نے اس سنت کو ادا کیا۔

حضور ﷺ نے مدینہ میں قربانی کی:

﴿عن ابن عمر 'قال اقام رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم بالمدینہ عَشرسِنِیْنَ یُضَحّیْ﴾

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس برس مدینہ میں قیام فرمایا اور قربانی دی: (ترمذی ص ۱۸۲، مسند احمد ج ۲ ص ۵۷)

﴿عن ابن عباس قال کنّا مع رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم فی سفر فحضر الا ضحی فاشتر کنا فی البقرة سبعة وفی البعیر عشرة﴾ (ترمذی ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سفر میں تھے کہ سفر میں ہی قربانی کا دن آ گیا تو ہم قربانی کی گائے کے سات حصوں اور اونٹ کے دس حصوں میں شریک ہوئے۔

جمہور علماء کے نزدیک اونٹ میں دس حصوں والا حکم منسوخ ہوگیا اور سات حصوں والا حکم جاری ہوا۔ اسے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ۔ ص ۱۲۸)

ان ہر دو روایات کی روشنی میں یہ بات قطعیت کے ساتھ واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ نے سفر میں بھی قربانی کی اور مدینہ میں بھی، اس کے بعد اس قسم کی لغو اور بے بنیاد باتوں کی کوئی گنجائش نہیں رہتی اور یہ حدیث ان کے قول کے بطلان کے لیے دلیل کا ایک طمانچہ ہے۔

اہل اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس قسم کی لغویات پر دھیان نہ دیں اور دین متین کی حفاظت کرتے ہوئے اور محبت رسول ﷺ سے سرشار ہو کر اس سنت کو خوب ذوق وشوق سے ادا کریں تاکہ روزِ محشر بارگاہ رب العزت میں نجات کا سبب اور اللہ کے محبوب ﷺ کی شفاعت کے مستحق بنیں۔ خداوند قدوس ہم سب کو سختی سے اسلام کے اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ امین، ثمّ امین

مختصر مسائل قربانی:

- ہر آزاد عاقل بالغ مسلمان جو ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا رکھتا ہو، یا ان دونوں سے جتنی مالیت کی جائیداد یا مال تجارت کا مالک ہو، اس پر عیدالاضحیٰ یعنی ذوالحجہ کی دس تاریخ کو صبح صادق طلوع ہونے سے لے کر بارہویں ذوالحجہ کی شام تک چند مخصوص حلال جانوروں میں سے کسی ایک قسم کے جانور کو حکم الٰہی اور سنت نبی ﷺ کی پیروی میں ذبح کرنا واجب ہے، جسے شرعی زبان میں اُضحِیَہ اور ہماری بول چال میں قربانی کہتے ہیں۔
- قربانی کے لیے مذکورہ بالا مالیت پر زکوٰۃ کی طرح سال کا پورا ہونا شرط نہیں۔
- جن لوگوں پر صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے، انہی پر قربانی واجب ہے اور جیسے صدقۃ الفطر اپنی ذات پر واجب ہوتا ہے، اہل و عیال کی طرف سے از خود دینا نفلی عبادت ہے، ایسے ہی قربانی بھی صرف اپنی ذات پر واجب ہے۔ البتہ دوسرے کی طرف سے ثواب کے طور پر یا وکیل بن کر قربانی کرنا درست ہے۔
- کسی کے پاس بالکل مال نہ تھا، لیکن اچانک کسی طرح دسویں کی صبح کو یا بارہویں کو غروب آفتاب سے پہلے مذکورہ بالا مالیت حاصل ہوگئی تو اس پر قربانی واجب ہے۔
- ایسے شخص نے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی طرف سے اجازت کے بغیر قربانی دے دی وہ ادا نہ ہوئی، بلکہ غائب پر

بدستور واجب رہے گی۔

● صاحبِ مال آدمی اگر مقروض ہے تو ادائے قرض کے بعد مذکورہ بالا مالیت باقی بچے تو قربانی واجب ہے، ورنہ نہیں۔

● اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی اور اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا اور ایسے ہی کسی نے کوئی منّت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں قربانی دوں گا اور اتفاقاً وہ کام بھی ہوگیا، تو اس پر قربانی واجب ہوگئی لیکن منت والی قربانی کا گوشت خواہ وہ امیر کی طرف سے ہو یا غریب کی طرف سے نہ خود کھانا جائز ہے اور نہ ہی صاحبِ حیثیت افراد کو کھلانا، کیونکہ منت بھی ایک صدقہ ہے اور صدقہ مساکین اور فقراء کا حق ہوتا ہے، اگر بھول کر کھالیا یا کھلا دیا تو اتنی ہی مقدار میں مزید گوشت خیرات کرنا واجب ہوگا۔

● مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ البتہ سفر میں کسی جگہ پندرہ دن تک ٹھہرنا ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی۔

● دیہات میں رہنے والوں کے لیے نمازِ عید سے پہلے قربانی جائز ہے۔

● شہر اور قصبوں میں رہنے والوں کے لیے نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے قربانی جائز نہیں۔

● اگر کسی شخص نے قربانی میں اتنی تاخیر کردی کہ بارہویں تاریخ کو غروبِ آفتاب تک بھی قربانی نہ کرسکا، اگر جانور خرید چکا تھا، تو وہی جانور خیرات کردے، اگر جانور نہیں خریدا تھا، تو ایک بھیڑ یا بکری کی قیمت خیرات کردے۔

● اگر کسی نے قربانی کا جانور پالنے کے لیے کسی کو دے دیا تو پالنے والا اس کا مالک نہیں ہوسکتا، نہ ہی اسے بیچ سکتا ہے۔ بیچنا ہو تو اصل مالک کی اجازت حاصل کرنا ہوگی۔

● <u>قربانی کے جانور:</u>

بکرا، بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ، دنبی، بیل، گائے، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی‘ ان چھ حلال جانوروں میں سے ایک قسم کا جانور ہونا ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں۔

<u>قربانی کے جانور کی عمر:</u>

اس ترتیب کے مطابق ہونی چاہیے۔ بکرا، بکری‘ ایک سال، گائے، بیل، بھینس، بھینسا‘ دوسال، اونٹ، اونٹنی پانچ سال کا ہونا ضروری ہے البتہ بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی اگر اتفاقاً تندرست اور موٹے تازے ہوں کہ ایک سال کی عمر والے ہم جنسوں میں چھوڑ دینے سے دونوں میں کوئی فرق معلوم نہ ہو، تو ایسے چھ مہینے کے دنبے، دنبی، مینڈھا، بھیڑ کی قربانی جائز ہوگی بصورت دیگر ان کے لیے ایک سال کا ہونا ضروری ہے۔

<u>قربانی کے جانور کی کیفیت:</u>

قربانی کا جانور خوب صحت مند موٹا تازہ، بے عیب ہونا چاہیے۔ اگر کچھ دبلا پتلا ہو تو جائز ہے لیکن ایسا مریل جانور جس کو سہارا دیکر چلایا جائے، قربانی کے لیے جائز نہیں۔

<u>قربانی کا جانور ان عیوب سے پاک ہونا چاہیے:</u>

ٹوٹے ہوئے سینگ نہ ہوں۔ ایک کان کا تہائی سے زائد حصہ کٹا ہوا نہ ہو۔ اندھا نہ ہو، یا اس کی ایک آنکھ کی تہائی یا تہائی سے زائد روشنی ضائع نہ ہو۔ جس کا ابتدا سے کوئی دانت نہ ہو۔ جس کی تہائی یا تہائی سے زائد دُم کٹی ہوئی نہ ہو۔ مرض یا

چوٹ وغیرہ کے سبب لنگڑا نہ ہو کہ صرف تین پاؤں پر چل سکے اور چوتھا پاؤں زمین پر نہ رکھ سکے اور گھسیٹتا رہے۔ مادہ حاملہ نہ ہو۔

قربانی کے جانور میں حصہ:

- بکرا، بکری، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، دنبی' ان میں حصہ داری نہیں ہوسکتی، گائے بیل بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی میں سات افراد حصہ دار بن سکتے ہیں، سات سے زائد کی قربانی جائز نہ ہوگی۔
- جس جانور میں سات افراد شریک ہوں' سب کو برابر تول کر گوشت تقسیم کرنا چاہیے کمی بیشی سے تقسیم جائز نہیں۔
- قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل سنت اور مستحب ہے' خود نہ کرسکتا ہو تو پاس کھڑا ہونا بہتر ہے، قربانی کے لیے افضل دن دسویں کا ہے۔ باقی دو دنوں میں بھی درست ہے۔ قربانی کا صحیح وقت دن کا ہے' رات کو کرنا بہتر نہیں۔ کیونکہ بعض اوقات صحیح ذبح نہیں ہوسکتا، ذبح کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

● ذبح کے وقت دعا:

﴿اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّ مَااَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْن O اِنَّ صَلوٰتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَااَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ O﴾

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر ' کہہ کر جانور کو ذبح کرے اور مکمل دعا یاد نہ ہو تو صرف اتنا کہنا ہی کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَر۔ بغیر تکبیر کہے ذبح کرنا جائز نہیں۔ جب ذبح کر چکے تو پھر یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ''اے اللہ! یہ قربانی میری طرف سے پسند اور منظور کر لیجیے۔'' اگر اپنے سوا کسی اور کی طرف سے بغرض ثواب یا بطور ادائے فرض دینا ہو تو ''مِنِّیْ'' کی جگہ ''مِنْ'' کے بعد اس شخص کا نام لے' جس کی طرف سے دے رہا ہے۔ پھر آگے یہ الفاظ کہے: کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔
''جیسے کہ آپ نے اپنے پیارے حضرت محمد ﷺ اور اپنے خاص دوست حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قربانی پسند فرمائی۔''

قربانی کی کھال یا اس کی قیمت کا مصرف:

قربانی کے جانور کی کھال قصاب وغیرہ کو مزدوری میں دینا جائز نہیں۔ کھال یا اس کی قیمت مستحقین میں خیرات کردیں۔ دینی مدارس کے مسافر طلباء بھی اس کے مستحق ہیں۔ عصر حاضر میں طاغوتی اور سامراجی قوتوں کے دینی مدارس کے خلاف عزائم و منصوبوں کو ناکام بنانے اور مدارس کے مالی استحصال کا مقابلہ کرنے کے لیے مدارس ہی ان کا بہترین مصرف ہیں۔

گوشت کی تقسیم:

گوشت کے مختلف حصے کر کے بہتر تو یہ ہے کہ تول کر تقسیم کرے۔ غرباء، مساکین، یتامیٰ، مسافر اور اپنے عزیز واقارب واحباب سب کو دے۔ کھال، رسی، زنجیر، گھنگرو، جھانجر، دوپٹہ یا گوشت بطور مزدوری دینا جائز نہیں۔ مزدوری نقد طے کرنا چاہیے۔ یہ تمام چیزیں یا ان کی قیمت صدقہ کردے۔

نمازِ عید کے متعلق کچھ باتیں:

شب عید کو نوافل ادا کرنا، توبہ استغفار کرنا، عید کے لیے اوّل وقت میں نہانا، اپنی حیثیت کے مطابق اچھے کپڑے

پہننا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔ نماز کے لیے ایک راستہ سے جانا اور راستہ بدل کر آنا سنت ہے، راستہ میں ان تکبیرات کا مناسب آواز میں پڑھنا سنت ہے۔ اَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ قربانی کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھائے۔

ترکیب نمازِ عید:

پہلی رکعت:

تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لیں، سبحانک اللّٰھم تمام پڑھیں، پھر تکبیریں کہیں پہلی اور دوسری تکبیر کہہ کر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دیں، تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں، پھر امام قرأت کرے گا، باقی حسبِ معمول پوری کریں۔

دوسری رکعت:

جب امام فاتحہ اور سورۃ پڑھ چکے تو امام کے ساتھ چار تکبیریں کہیں پہلے تین مرتبہ تکبیر کہہ کر ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیں اور کھڑے رہیں چوتھی تکبیر کہنے پر رکوع میں جائیں۔ باقی ارکان حسبِ معمول پورے کریں اور سلام کے بعد دعا مانگ لیں۔

خطبہ عید:

جیسے جمعہ میں نماز سے پہلے خطبہ سننا واجب ہے۔ اسی طرح عیدین میں نماز کے بعد خطبہ سننا بھی واجب ہے۔ خطبہ سنے بغیر عیدگاہ سے جانا گناہ ہے۔ عیدین کو جماعت کے ساتھ ہی ادا کرنا چاہیے۔ جماعت چھوٹ جانے کی صورت میں قضاء لازم نہیں ہوگی۔

تکبیر التشریق:

ذوالحجہ کی نویں تاریخ کو نمازِ فجر کے بعد سے تیرہویں کی نمازِ عصر تک پانچ دنوں کے وقت کو ''ایام التشریق'' کہتے ہیں۔ ان دنوں میں اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز کے ساتھ ایک بار ''تکبیر التشریق'' کہنا واجب ہے۔ تکبیر یہ ہے: **اللہ اکبر، اللہ اکبر، لاالٰہ الا اللہ و اللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد**

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل اور یوم الحج کا روزہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے عشرہ ذوالحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے برابر ہے۔'' (ترمذی وابن ماجہ)

قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس خاص راتوں کی قسم کھا کر ان کی اہمیت ظاہر فرمائی ہے۔ امت کے جمہور علماء کے نزدیک ان دس راتوں سے مراد ذوالحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔ ذوالحجہ کی آٹھویں اور نویں تاریخ کی درمیانی رات عبادت میں مشغول رہنا اور نویں تاریخ میں یوم الحج یا یوم عرفہ کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔ اس رات اور دن کی بڑی فضیلت ہے۔ ۹/ذی الحجہ کا روزہ رکھنے سے گزشتہ ایک سال اور آئندہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان عبادات اور فرائض واجبات کو ادا کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

واللّٰہ الموفق وھوا المستعان وعلیہ التکلان

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

انتخاب سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کی علالت بہت زیادہ بڑھ گئی تو انہیں اپنے جانشین کی فکر ہوئی کہ اگر خلیفہ کا تعین نہ کیا گیا تو پھر مسلمانوں میں نزاع پیدا ہوگا اوران کا شیرازہ منتشر ہوجائے گا۔

چنانچہ آپ نے کافی غور وخوض کے بعد حضرت عمرؓ کا نام تجویز کیا (یہ ملحوظ رہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں بھی آپ نے خلافت کے لئے ان ہی کا نام تجویز کیا تھا) پھر آپ نے اس تجویز کو اکابر صحابہؓ کے سامنے پیش کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا: کہ وہ بہترین آدمی ہیں لیکن سخت مزاج ہیں، حضرت عثمانؓ نے فرمایا: ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اوران جیسا ہم میں کوئی نہیں ہے۔

ان کے علاوہ حضرت سعید بن زیدؓ، حضرت اسید بن حضیر اشہلی اور دوسرے متعدد صحابہؓ نے حضرت عمرؓ کے حق میں رائے دی۔ البتہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ:

آپ کی موجودگی میں عمرؓ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ خلیفہ ہوگئے تو اللہ جانے وہ کیا سلوک کریں گے۔ اگر آپ نے ایسے سخت مزاج آدمی کو خلافت کے لئے نامزد کردیا تو کل اللہ کے سامنے کیا جواب دیں گے؟

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ جب ان پر خلافت کا بوجھ پڑے گا تو یہ سختی خود بخود جاتی رہے گی۔ میں اللہ سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے جو تیرے بندوں میں سب سے اچھا تھا۔ اِسْتَخْلَفْتُ خَیْرَ خَلْقِکَ.

اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو عہد نامہ خلافت لکھوانا شروع کردیا۔ ابھی وہ ابتدائی الفاظ ہی لکھنے پائے تھے کہ صدیق اکبرؓ پر غشی طاری ہوگئی تو انہوں نے ازخود ہی ان کی طرف سے یہ الفاظ لکھ دیئے۔ اِنِّیْ اِسْتَخْلَفْتُ عَلَیْکُمْ بَعْدِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو تم پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو حضرت عثمانؓ سے کہا کہ پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے پڑھا تو بے ساختہ پکار اٹھے۔ اللہ اکبر اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم نے میرے دل کی بات لکھ دی اس کے بعد عہد نامے کی باقی عبارت لکھوائی۔ پھر اس عہد نامے کو مجمع عام میں پڑھ کر سنایا گیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بالاخانے پر چڑھ کر لوگوں سے فرمایا: جس شخص کو میں نے خلیفہ بنایا ہے کیا تم اس سے راضی ہو؟ اللہ کی قسم! میں نے رائے قائم کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ عمر بن خطابؓ کو مقرر

کیا ہے۔لہٰذا تم لوگ اس کا حکم سنو اور اطاعت کرو۔اس پر لوگوں نے کہا ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔

حضرت عمرؓ نے اپنی نامزدگی پر حضرت ابوبکرؓ سے کہا لَا حَاجَةَ لِیُ بِهَا مجھے خلافت کی ضرورت نہیں ہے۔اس کے جواب میں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا وَلٰكِنْ بِهَا اِلَيْكَ حَاجَةٌ آپ کو خلافت کی ضرورت نہ ہو تو بے شک نہ ہو لیکن خلافت کو آپ کی ضرورت ہے۔

پھر فرمایا:

وَاللّٰهِ مَا حَبَوْتُكَ بِهَا وَلٰكِنْ حَبَوْتُهَابِكَ

اللہ کی قسم میں نے آپ کو خلافت نہیں دی بلکہ خلافت کو عمرؓ دیا ہے۔یعنی آپ کو خلافت سے زینت نہیں ملے گی بلکہ آپ سے ادارۂ خلافت کو زینت ملے گی۔

بلاشبہ خلافت وامارت کے لئے ذات فاروقی ایک عطیہ اور ایک نعمت عظمیٰ ثابت ہوئی۔

اسی لئے علمائے تاریخ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے حسنات میں اس نیکی کا بھی اضافہ کرنا ضروری ہے کہ انہوں نے عمرؓ جیسی جامع المحاسن ہستی کو امت پر بحیثیت خلیفہ نامزد فرمایا:

قَالُوْا اِنَّمَا عُمَرُ حَسَنَةٌ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ۔　　(سیرت عمرؓ لا بن جوزی ص ۲۹)

استخلاف عمرؓ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ خلیفہ وقت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ خلافت کے لئے جس شخص کو موزوں سمجھتا ہو تو اسے نامزد کر سکتا ہے۔حضرت ابوبکرؓ نے اس استخلاف پر اپنے چند احباب سے مشورہ لیا پھر معاہدہ کے تحریر ہونے تک اسے مخفی رکھا حتیٰ کہ ان کی حالتِ غشی کے دوران ہی حضرت عثمانؓ نے ازخود حضرت عمرؓ کا نام شامل کر دیا

مولانا حکیم محمود احمد ظفر　　　　آخری قسط

خاندانِ عثمانی کی بنو ہاشم سے رشتہ داریاں

رشتۂ چہارم:

خانوادۂ عثمانی اور خانوادۂ علوی میں چوتھا رشتہ جس کو تاریخ کے رپورٹر بیان کرتے ہیں، یہ ہے کہ:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ صاحبزادی کی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی پوتی کا نکاح سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پوتے زید بن عمرو بن عثمان سے ہوا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا نام سکینہ بنت الحسین بن علی رضی اللہ عنہما تھا۔ سیدہ سکینہ کا نکاح پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نواسے سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ان کی شہادت کے بعد سیدہ سکینہ عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ کے نکاح میں آئیں۔ اس کے بعد ان کی تیسری شادی زید بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

چنانچہ ابن سعد نے لکھا ہے:

سکینة بنت الحسین بن علیؓ ابن ابی طالب...... و امّھا الرّباب بنت امرئ القیس بن عدی...... تزوّجھا مصعب بن الزبیر بن العوّام ابتکرھا فولدت له فاطمة ثم قتل عنھا فخلف علیھا عبداللّٰه بن عثمان بن عبداللّٰه...... فولدت له عثمان الذی یقال له قرین و حکیماً و ربیحة فھلک عنھا فخلف عنھا زید بن عمرو بن عثمان بن عفان......

سیدہ سکینہ بنت حسین بن علی رضی اللہ عنہما بن ابی طالب جن کی والدہ کا نام رباب بنت امرئ القیس تھا۔ ان کی شادی مصعب بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما سے ہوئی ان سے ان کے ہاں ایک لڑکی فاطمہ پیدا ہوئی۔ پھر وہ شہید ہوگئے۔ اس کے بعد سیدہ سکینہ بنت الحسین، عبداللّٰہ بن عثمان بن عبداللّٰہ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ ان سے عثمان جن کو قرین کہا جاتا تھا، اور حکیم اور ربیحہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ان کی تیسری شادی زید بن عمرو بن عثمان بن عفان سے ہوئی۔

(طبقات ابن سعد، جلد: ۸، ص: ۴۷۵، تذکرہ سکینہ بنت الحسینؓ)

ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ زبیری نے بھی اس رشتہ کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

و زید بن عمرو بن عثمانؓ بن عفان ھذا ھو الذی کانت عندہ سکینة بنت الحسینؓ فھلک عنھا فورثه.

زید بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ یہ وہی ہیں جن کے حبالۂ عقد میں سیدہ سکینہ بنت الحسین رضی اللہ عنہما

تھیں۔سیدنا زید کا انتقال ہوا، اور وہ ان کی وارث ہوئیں۔(کتاب نسب قریش، جلد:۴،ص:۱۰۲۔کتاب المعارف،ص:۱۸۷)

اس رشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سیدنا عثمان رضی اللہ کے خاندان سے بہت اچھے تعلقات تھے۔تبھی تو انہوں نے اپنی بیٹی سیدہ سکینہ جن کے ساتھ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو بہت پیار تھا، کا نکاح سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے سیدنا زید بن عمرو کے ساتھ کیا۔ پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی صرف ایک بیٹی سیدہ سکینہ ہی کا نکاح سیدنا عثمان کے پوتے سے نہیں کیا بلکہ اپنی دوسری بیٹی فاطمہ بھی سیدنا عثمان کے پوتے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں دی۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔(جمہرۃ انساب العرب، جلد:۱،ص:۸۶)

رشتۂ پنجم:

پانچواں رشتہ ان دونوں خاندانوں میں یہ ہے کہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی پوتی سیدہ اُمّ القاسم کی شادی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پوتے مروان بن ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے ہوئی۔ گویا کہ نہ صرف سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بلکہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خاندان سے رشتہ داری تھی۔ چنانچہ لکھا ہے:

و کانت امّ القاسم بنت الحسن بن الحسن عند مروان بن ابان بن عثمان بن عفان فولدت له محمد بن مروان ثم خلف علیها حسین بن عبداللّٰہ بن عبید اللّٰہ بن العباس بن عبد المطلب فتوفیت عنده ولیس لها منه ولد.

ام القاسم بنت الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما، مروان بن ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے حبالۂ عقد میں تھیں اور ان سے ایک بچہ محمد بن مروان پیدا ہوا۔ پھر اُمّ القاسم کا نکاح حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے ہوا، وہیں ان کا انتقال ہوا، اور ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

(نسب قریش، جلد:۲،ص:۵۳۔کتاب المجرّ ،ص:۴۳۸۔جمہرۃ انساب العرب، جلد:۱،ص:۸۵)

رشتۂ ششم:

خانوادۂ عثمان سے خاندانِ علوی خاندانِ علوی کا ایک رشتہ یہ بھی تھا کہ سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی پوتی سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا ابان کی شادی ہوئی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ خاندانِ بنو ہاشم سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے نہایت اچھے تعلقات تھے۔

چنانچہ ابن قتیبہ الدینوری نے لکھا ہے:

و کانت عنده امّ کلثوم بنت عبداللّٰہ بن جعفر......

سیدنا ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے حبالۂ عقد میں سیدہ اُمّ کلثوم بنت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ تھیں۔

(المعارف لابن قتیبہ،ص:۸۶)

سیدہ اُمّ کلثوم پہلے کس کے نکاح میں تھیں، ابن قتیبہ ہی نے لکھا ہے:

فـامّا ام كلثوم فكانت عند القاسم بن محمد بن جعفر بن ابی طالب...... ثم تزوجها ابان بن عثمانؓ بن عفان......

سیدہ اُمّ کلثوم پہلے قاسم بن محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کے نکاح میں تھیں پھران سے ابان بن عثمان بن عفان نے شادی کی۔(المعارف، ص:۹۰)

رشتۂ ہفتم:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی سیدہ عائشہ تھیں۔ اس سیدہ عائشہ سے پہلے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا۔ اُن کے انتقال کے بعد پھر سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ سے شادی کی۔ چنانچہ لکھا ہے:

ثم انه كان الحسين تزوّج لعائشة بنت عثمان.

پھر سیدنا حسن رضی اللہ کے بعد سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے عائشہ بنت عثمان رضی اللہ عنہ سے شادی کی۔
(مناقب آلِ ابی طالب، جلد:۴، ص:۳۹۔۴۰، قم ایران)

رشتۂ ہشتم:

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ کا نکاح سیدنا حسن مثنّٰی سے ہوا۔ ان کے بعد ان ہی سیدہ فاطمہ کا نکاح بنی اُمیہ میں عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے ہوا۔ جس سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے دو عثمانی نواسے محمد الاصغر اور قاسم اور ایک نواسی رقیہ پیدا ہوئے۔(جمہرۃ انساب، ص:۶۷۔ کتاب نسب قریش، ص:۹۵)

رشتۂ نہم:

ایک رشتہ ان دونوں خاندانوں میں یہ ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک پڑپوتی سیدہ عائشہ بنت عمر بن عاصم بن عثمان رضی اللہ عنہ کی شادی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے اسحاق بن عبداللہ الارقط بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ جن سے ایک لڑکا یحییٰ بن اسحاق پیدا ہوا۔(جمہرۃ انساب العرب، ص:۴۷۔ کتاب نسب قریش، ص:۶۵)

ان رشتوں سے ان دونوں خاندانوں کے بہتر اور اچھے تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔ اور اس بات کی بھی غمازی ہوتی ہے کہ ان دونوں خاندانوں میں کوئی خصومت نہ تھی۔ اور یہ دونوں آپس میں متحد و متفق تھے اور ان کی خصومت کی داستانیں بالکل فرضی اور من گھڑت ہیں۔ اگر ان دونوں خاندانوں کی کوئی دشمنی یا رنجش یا خصومت ہوتی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے محاصرہ کے دوران ان کی حفاظت پر متعین کیوں فرماتے؟

(ملاحظہ ہو: البدایۃ والنہایۃ، جلد:۷، ص:۱۸۱، مصر۔ جلد:۸، ص:۳۶، ۳۷۔ تاریخ خلیفہ بن خیاط، ص:۵۱، عراق)

اور ان حضرات سے اپنے بزرگوں اور تعلق داروں کے جنازے کیوں پڑھواتے؟ چنانچہ خاندانِ بنو ہاشم کے بزرگ اور

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے چچا محترم سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہوا تو ان کی نماز جنازہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

(ملاحظہ ہو: طبقات ابن سعد، جلد: ۵، ص: ۸۶۔ تذکرہ محمد بن الحنفیہ۔ الاصابہ، جلد: ۲، ص: ۲۸۱۔ اسد الغابہ، جلد: ۳، ص: ۱۳۵)

یہ تو جملہ معترضہ کے طور پر تھا۔ عرض یہ کر رہا تھا کہ خاندانِ بنو ہاشم کے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے خانوادوں کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات تھے۔ ابھی اوپر بتایا گیا ہے کہ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما دونوں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے داماد تھے۔ اور گزشتہ صفحات میں بتایا گیا ہے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے داماد تھے۔ اور سیدنا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حفصہ بنت عبدالرحمٰن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

(ملاحظہ ہو: طبقات ابن سعد، جلد: ۸، ص: ۴۶۸، تذکرہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما)

یہی حفصہ بنت عبدالرحمٰن، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں بھی رہیں۔ گویا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دونوں سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے داماد تھے۔ خانوادۂ ابوبکر اور خانوادۂ عثمان کے خانوادۂ بنو ہاشم سے رشتہ داری کے جو تعلقات اور وہ بھی قریبی تعلقات قائم تھے۔ ان کو دیکھ کر ایک غیر جانب دار شخص بھی یہ کہنے پر مجبور ہے کہ ان میں کوئی خصومت و دشمنی نہ تھی بلکہ محبت و مودت کے بے پایاں مراسم اور تعلقات قائم تھے۔ یہ سارے تعلقات اگر بالفرض ان میں نہ بھی ہوتے پھر بھی یہ کم تھا کہ خلفا اربعہ میں سے پہلے دو حضرات جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے سُسر تھے۔ یعنی سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دوسرے دو حضرات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔ یعنی سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے دامادی کے اس رشتہ کے بارہ میں، ہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ان کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

و نلتَ من صهره ما لم ينالا.

اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دامادی کا وہ شرف حاصل ہے جو ان دونوں (سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما) کو حاصل نہیں ہوا۔ (نہج البلاغۃ، جلد: ۱، ص: ۳۰۳۔ البدایۃ والنہایۃ، جلد: ۷، ص: ۱۶۸)

اسی قلبی محبت و مودت ہی کا نتیجہ تھا کہ سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیت نبوت کے دوسرے حضرات نے اپنی اولاد کے نام بھی انہی حضرات کے ناموں پر رکھے ہوئے تھے۔ تاکہ ان سے قلبی محبت کی ہر وقت یاد دہانی اور دوسروں کے سامنے اس کا اظہار ہو سکے جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔

(ملاحظہ ہو: التنبیہ والاشراف، ص: ۲۸۵۔ تاریخ یعقوبی، جلد: ۲، ص: ۲۱۳۔ تحت ذکرِ اولادِ علی رضی اللہ عنہ و خلافت علی بن ابی طالب وغیرہم)

☆......☆......☆

امامِ اہلِ سنت، جانشینِ امیرِ شریعت　　ایک تاثر

حضرت مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حج بیت اللہ کو یاد کر کے............!

تمناؤں کا مرکز اک سفینہ　　سمندر کا تموّج قہرمانی
وہ ساحل کا سکوں اس کی متانت　　وہ صحرا میں تپش کی حکمرانی
وہ میقاتِ یَلَملَم اور احرام　　وہ لبیک و درود و رجز خوانی
وہ بن کھیتی کا خطہ ارضِ بکّہ　　وہ کعبہ کی جلال آگیں نشانی
خوشا دیوانگی در طوفِ کعبہ　　زہے بو سیدنِ سنگِ جنانی
حطیم و بابِ کعبہ پر دعائیں　　وہ فیضِ عام اور رکن یمانی
وہ جدْوَل نور کی میزاب رحمت　　سوادِ کعبہ کی وہ ضو فشانی
وہ رونا اورلپٹنا ملتزم سے　　وہ شوقِ وصلِ حسن لامکانی
گلوگیری وہ آوازوں میں رقت　　ندامت اور اشکوں کی روانی
وہ لرزاں ہاتھ اور دامن کسی کا　　وہ ترساں چہرے اور آنکھوں میں پانی
مصلائے براھیمی میں سجدے　　مبارک اقتدارِ نیک بانی
وہ روحوں کی پیاس اور سوز باطن　　وہ زمزم اس کی وہ فیضاں رسانی
ازل کے عہد کی تجدیدِ دائم　　بہ بیں موجِ بقا در بحرِ فانی
صفا مروہ پہ مجنونانہ گردش　　وہ حیرانی میں ذوقِ کامرانی
شعب اور بوقبیس و دارِ ارقم　　یہاں پوشیدہ ہے حق کی کہانی
وہ عرفات و منیٰ و مظہرِ عشق　　وہ مزدلفہ کی شبِ زرّیں سہانی
وہ خیف و نمرہ میں عجز و تعبّد　　وہ مشعر میں وقوفِ بے مکانی
وہ ظہر و عصر کی تکبیر یکجا　　وہ مغرب اور عشاء کی ہمعنانی
رقیب رو سیہ کی نامرادی　　وہ رمی جمرہ وجہِ شادمانی

غلامی اور آقائی کے منظر
وہ باقی اور یہ مخلوق فانی

پروفیسر محمد رفیق اذفر

مکّہ مُعَظّمہ (زادھا اللّٰہ تشریفا)

اسلام بِالسّلام ہے مکّہ معظّمہ — شایانِ اِحتشام ہے مکّہ معظّمہ
آغوش میں لیے ہوئے ہے قبلۂ سجود — توحید کا پیام ہے مکّہ معظّمہ
ارضِ حجاز کس قدر اَرفع مقام ہے — سِدرہ سے ہم کلام ہے مکّہ معظّمہ
دنیا کے ہر دیار سے آتے ہیں زائراں — یوں مرجعِ انام ہے مکّہ معظّمہ
حج کی نوید، عمرہ و سرشاریٔ طواف — جانانِ خوش مقام ہے مکّہ معظّمہ
ارضِ حرم ہے مَولدِ محبوب کبریا — ہر شہر کا امام ہے مکّہ معظّمہ
خم خانۂ اَلَست کے ساقی ترے نثار — زم زم نثارِ عام ہے مکّہ معظّمہ
کیونکر دیارِ عشق بہارِ نظر نہ ہو — ہاں رُوئے دِلآ رام ہے مکّہ معظّمہ
اے سر زمینِ ناز! حریمِ حرم ہے تو — پُر نور صبح و شام ہے مکّہ معظّمہ

شوقِ لِقائے حق سے ملے کعبۂ مُراد
اے جذبِ دل! دوگام ہے مکّہ معظّمہ

☆......☆......☆

پروفیسر محمد اکرام تائبؔ

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی کتنا ہی ڈوبا ہو گناہوں میں، مرے آقا — اُٹھا لیتے ہیں خود بڑھ کر یہ رحمت کم نہیں ہوتی
یہاں آ کر تو کِھل اُٹھتی ہیں مرجھائی ہوئی کلیاں — یہ ہے وہ گلستاں جس میں فضائے غم نہیں ہوتی
مقامِ بندگی کوئی بھی ہرگز پا نہیں سکتا — کہ جب تک آپ کے در پر یہ گردن خم نہیں ہوتی
الاؤ دل میں روشن ہے مرے اُن کی محبت کا — کسی بھی طور اس کی روشنی مدھم نہیں ہوتی
کہا جو کچھ وہ عالم پر ہے سورج کی طرح روشن — مرے آقا کی کوئی بات بھی مبہم نہیں ہوتی
شہِ ابرار کی الفت نہ ہو دل میں اگر تائبؔ — جو پتھر آنکھ ہے اپنی کبھی پُرنم نہیں ہوتی

حبیب الرحمٰن بٹالوی

بچے کو کچھ نہ کہنا!

اک نوجوان لڑکا
مدہوش پڑا رہتا
ماں کو وہ مارتا تھا
ہرگز نہ ہارتا تھا
حسبِ معمول اُس نے
ماں سے جو پیسے مانگے
اُس نے کہا نہیں ہیں
جا بھاگ جا یہاں سے
تری اِن حرکتوں نے
دل کو جلا دیا ہے
وہ پُرسکوں کہاں تھی
جو بدنصیب ماں تھی
بیٹے نے ایک بَرچھا
اُس کوکھ میں اُتارا
جس میں کہ اس کی ماں نے
لہو تھا اس پہ وارا
دل، آنتیں، کلیجہ
باہر کو آ گیا تھا
درد و کرب سے بے کل

اُس بدنصیب ماں نے
جو ہاتھ پاؤں مارے
تھے خون کے فوّارے
بے سُدھ تڑپ رہی تھی
آخر میں زندگی تھی
وہ ہچکیاں تھی لیتی
پھر بھی دعائیں دیتی
لوگوں سے کہہ رہی تھی
سیڑھیوں سے گر کر
میری موت آ گئی ہے
بچے کو کچھ نہ کہنا
بچے کو کچھ نہ کہنا

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی

قادیانیت آغا شورش کاشمیری کی شاعری کے آئینہ میں

آغا شورش کاشمیریؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جانثار رفقا میں سے تھے۔ آپ ایک ممتاز خطیب، سیاستدان، حق گو صحافی اور قادر الکلام شاعر تھے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خاں سے بہت فیض پایا اور اُن کے بیسیوں علمی کمالات اپنے اندر منتقل کیے۔ قادیانیت کا تعاقب مجلس احرارِ اسلام کے خمیر میں شامل ہے۔ اس کا بے ساختہ اعتراف جسٹس منیر نے اپنی بدنام زمانہ انکوائری رپورٹ میں بھی کیا ہے۔ آغا شورش بھی مجلس احرارِ اسلام کے ساختہ پرداختہ تھے۔ آپ نے ہفت روزہ چٹان کو اس کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ آپ نے نثر و نظم میں قادیانی عقائد، قادیانی رہنماؤں اور کارکنان کے کردار کا بڑی جراءت سے محاسبہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ مولانا ظفر علی خاں کے صحیح جانشین تھے۔ کاش کہ محبوب کی زلف و رخسار کے تذکرہ میں اپنی زندگیاں صرف کرنے والے نام ور شعرا اس طرف متوجہ ہوں تو بے شمار مسلمانوں کا اور خود ان کا بھی بھلا ہوگا، شاعری میں قادیانی تعاقب کا یہ زرّیں سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ شورش کاشمیری مرحوم نے قادیانیت کے متعلق اپنی نظموں میں جو کچھ لکھا ہے وہ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کے واسطہ سے نذرِ قارئین ہے۔ (مشتاق احمد چنیوٹی)

☆......☆......☆

۱۹۵۳ء کی تحریک ختمِ نبوّت قادیانی سازشوں کی نذر ہوگئی، حکومت نے مجاہدینِ ختمِ نبوّت پر بے دریغ گولیاں چلائیں، سیکڑوں افراد شہید و زخمی ہوئے، ہزاروں افراد نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت امیر شریعت اور مولانا ابوالحسنات قادری سمیت متعدد رہنماؤں کی زندگیوں سے کھیلنے کی سازش کی گئی، مولانا مودودی اور مولانا عبدالستار خان نیازی کو سزائے موت سنائی گئی جو کہ کچھ عرصہ بعد عوامی دباؤ پر حکومت کو منسوخ کرنا پڑی، یہ تحریک تو کامیابی سے ہم کنار نہ ہوسکی لیکن بے پناہ ظلم کرنے والی حکومت بھی قائم نہ رہ سکی۔ سیاسی سازشوں کا شکار ہوگئی۔ اس پس منظر میں آغا شورش نے ایک ساقی نامہ لکھا جس کا آخری بند یہ ہے:

پرانی سیاست گری خوار ہے　　فضا خانزادوں سے بیزار ہے
پرانے دنوں کا فسانہ کیا　　جبینیں گئیں آستانہ گیا
عروسِ چمن کو خزاں کھا گئی　　وزارت کو آہ و فغاں کھا گئی
سیاسی لٹیرے حیا لے گئے　　زر و سیمِ مہر و وفا لے گئے
شہیدوں کے خونیں کفن بک گئے　　گل و لالہ و نسترن بک گئے
حیا باختہ ٹولیاں دے گئے　　گئے اور ہمیں گولیاں دے گئے

وزارت تو خیر اک بڑی بات ہے پلا ساقیا! چاندنی رات ہے
یہ صہبا بہ فرمانِ سرکار لا
مرے جام میں خونِ احرار لا

(کلیاتِ شورش، ص:۳۴۲۔۳۴۳)

آغا صاحب اپنی نظموں میں جا بجا قادیانی عقائد اور مرزا قادیانی کے کردار پر طنز کرتے نظر آتے ہیں

ہو شیار باش ختمِ نبوّت کے سارقو
تم میں ہر ایک شخص دنی ہے کمینہ ہے
اس کو حدیث اسمہٗ احمد سے واسطہ
جو نابکار بندۂ نانِ شبینہ ہے
وہ شخص جو ہے ظلّی نبوّت کا مدعی
طوفاں کے پیچ و تاب میں اس کا سفینہ ہے

(کلیاتِ شورش، ص:۲۳۷)

عجمی اسرائیل

کرۂ ارضی کی ہر عنوان سے تذلیل ہے
قادیاں! ما بینِ ہند و پاک اسرائیل ہے
میرا یہ لکھنا کہ ربوہ کی خلافت ہے فراڈ
خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل ہے
دم بُریدہ ہفتگی، یک چشم گل اس کا مدیر
مصلحِ موعود کے الہام کی تکمیل ہے
اہلیہ مرزا غلام احمد کی اُمّ المؤمنین؟
ہے کہاں قہرِ خدا، قہر خدا میں ڈھیل ہے
کیا تماشا ہے پیمبر بن گیا عرضی نویس
گفتنی اجمال ہے، ناگفتنی تفصیل ہے
کاسہ لیسی کا حصارہ، مخبری کا زہرِ ناب
ان سیاسی مغبچوں کے خون میں تحلیل ہے

قادیاں والو! قیامت ہوں تمہارے واسطے
میرے رشحاتِ قلم میں صورِ اسرفیل ہے
میں نے جو کچھ بھی لکھا ہے قادیاں کے باب میں
پارۂ الہام ہے آوازۂ جبریل ہے

(کلیات،ص:۱۰۲۴،۱۰۲۵)

جس سِیَہ رُو کو پچاس الماریوں پر ناز تھا
اس کے پیرو فطرتاً لابہ گری کرتے رہے

(کلیات،ص:۱۰۲۳)

قادیانی ایں جہانی لونچڑے حیفا میں ہیں
کیا سبب ہے وہ قدم رکھتے نہیں ایران میں
بوالعطا کی گالیاں در ثمین کا اختصار
ہر مہینہ بِس گھلا ہوتا ہے الفرقان میں
خوشہ چینانِ غلام احمد کی چگی داڑھیاں
جس جگہ پر ہوں کوئی مشکل نہیں پہچان میں

(کلیات،ص:۱۵۶۱،۱۵۶۲)

لابدی ہے قادیانی مسخروں کا احتساب
دو قدم آگے بڑھو، احرار کو آواز دو

(کلیات،ص:۱۵۸۵)

آغا صاحب نے قادیانیت کا سیاسی تعاقب کرتے ہوئے جس طرح قادیانیوں کے ناک میں دم کیا، اس کا تذکرہ آپ نے درج ذیل اشعار میں کیا ہے۔

آج کل ہیں قادیاں کے باب میں تیغِ دو دم
میری لَے ، میرا سخن ، میری زباں ، میرا قلم
میرے الفاظ و معانی میں بخاری کا جلال
نام سے میرے لرز اٹھتے ہیں ربوہ کے صنم

میں نے جب لکھے کبھی راحت ملک کے انکشاف
خاک میں رُل جائے گا محمود احمد کا بھرم
کاسہ لیسوں کی جبیں پر قادیاں کی خاک ہے
ہم مسلمانوں کی پیشانی پہ ہے نورِ حرم
عجمی اسرائیل کیا ہے میں بتاؤں گا ضرور
جانتا ہوں اہلِ ربوہ کے سیاسی پیچ و خم
قادیانی مسخرے کیا ہیں دروزی شام کے
ان کی پیدائش سے ناواقف ہیں صدرِ محترم
ان کا نصب العین استعمار کی لابہ گری
ان کے مؤقف کی روایاتِ کہن جور و ستم
عمر کی اس آخری منزل میں شورش مجھے
گاڑنا ہے ہر کہیں ختمِ نبوّت کا علم

(کلیات،ص:۱۵۸۶،۱۵۸۷)

پرانے چراغ گل کردو

فہم میں ختمِ نبوّت کا مقام آئے گا
شرط یہ ہے کہ ابوذر کی نظر لے کے چلو
جن کا خوں غازۂ ناموسِ پیمبر ٹھہرا
ان شہیدوں کے لیے لعل و گہر لے کے چلو
قادیاں پنجۂ احرار میں دم توڑ گیا
اس کی بربادئ کامل کی خبر لے کے چلو
ایک خود کاشتہ پودے کو خزاں چاٹ گئی
اپنی مشکور مساعی کا ثمر لے کے چلو
محو ہو جائے گا دزدانِ نبوّت کا گروہ
اپنے لہجہ میں بخاری کا اثر لے کے چلو

(کلیات،ص:۸۰۳)

لاہور کے بلدیاتی الیکشن میں احرار رہنما ماسٹر تاج الدین انصاری نے ایک قادیانی کو واضح اکثریت سے شکست دی اس کا تذکرہ کرتے ہوئے آغا صاحب یوں گویا ہوئے۔

ردائے قادیاں لاہور میں یوں پارہ پارہ ہے
رشید اختر کو تاج الدین انصاری نے مارا ہے
نبوّت کے گھرانے میں پڑی ہے کھلبلی شورش
بشیر الدین کا اک طفلِ لالہ فام ہارا ہے
''بہشتی مقبرہ'' کی ہڈیاں حیران و ششدر ہیں
بیک جنبش نشہ احرار نے ایسا اتارا ہے
ہمیشہ سر بکف بڑھتا رہا اسلام کا لشکر
ہمیشہ لشکرِ اسلام نے باطل کو مارا ہے
کہاں ہو قادیاں کے کٹ کھنو! امداد کو پہنچو
تمہارے ہارنے والوں نے رو رو کر پکارا ہے
پسِ دیوارِ زنداں ہو یا کنجِ لالہ و گل ہو
ہمیں یہ بھی گوارا ہے ، ہمیں وہ بھی گوارا ہے

(کلیات،ص:۸۴۶)

حرمین شریفین کی زیارت ہر مسلمان کا ایک حسین ترین خواب ہے۔ آغا صاحب عمرہ کے لیے ستمبر ۱۹۶۹ء میں تشریف لے گئے تو آغازِ سفر سے پہلے آپ نے کیف و سرور کے عالم میں کہا

ذرّہ ہوں آفتاب کو شرما رہا ہوں میں
شورش بعزمِ طوافِ حرم جا رہا ہوں میں
کاٹی ہے قید ختمِ نبوّت کے عشق میں
اپنی عقیدتوں کا صلہ پا رہا ہوں میں
اسلام دشمنوں سے لڑوں گا تمام عمر
اس آرزو میں میرِ اُمم آ رہا ہوں میں

(کلیات،ص:۱۰۹۹)

عمرہ کے فوراً بعد آپ نے کہا:

شورش اب دزدانِ نبوّت میری زد سے بچ نہ سکیں گے
اللہ سے یہ عہد کیا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر

(کلیات،ص:۱۱۱۶)

آغا شورش نے تحفظِ ختمِ نبوّت کے سلسلہ میں اپنے جذبات کا متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے۔

ایک ایوانِ فلک بوس کے دربانوں میں
میں بھی ہوں ختمِ نبوّت کے نگہبانوں میں
شاتمِ سیّدِ کونین کا خوں جائز ہے
آج تک بھی یہی جذبہ ہے مسلمانوں میں
دوستو آؤ محمد ﷺ پہ نچھاور کر دیں
تار جتنے بھی بقایا ہیں گریبانوں میں

(کلیات،ص:۷۳۰)

یوں تو ہیں ختمِ نبوّت کے علمدار بہت
لیکن اس عشق میں شورش سرِ میداں نکلا

(کلیات،ص:۱۱۳۵)

اہلِ ربوہ کے اجیروں کو بخار آنے لگا
جب کیا میں نے زمینِ قادیاں پر تبصرہ

(کلیات،ص:۱۶۶۸)

قادیانیت کو دی ہے میں نے ایسی پٹخنی
ہر غلامِ سید الابرار ﷺ میرے ساتھ ہے

(کلیات،ص:۱۷۸۵)

۱۹۵۳ء کی تحریک میں مجاہدینِ ختمِ نبوّت پر حکومت نے ظلم وتشدد کی انتہا کر دی تھی، عشاقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر گولیوں کی بارش برسا کر ہزاروں افراد کو شہید کر دیا گیا۔ ریاستی جبر کے بوجھ تلے تحریک دب کر رہ گئی۔ آغا صاحب ان واقعات کی یاد تازہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

خاکِ لاہور کی توقیر بڑھانے والے
گولیاں تانے ہوئے سینوں پہ کھانے والے

جبر کا نام زمانے سے مٹانے والے
صبرِ ایوب کی تصویر دکھانے والے
گردنیں عشقِ پیمبر میں کٹانے والے
دھجیاں لشکرِ باطل کی اڑانے والے
دغدغہ طارقؓ و بوذرؓ کا دکھانے والے
طنطنہ دین فروشوں کا مٹانے والے
پرچمِ سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اڑانے والے
قرنِ اوّل کی روایات دکھانے والے
سربکف عرصۂ پیکار میں آنے والے
جان تک ختمِ نبوّت پہ لٹانے والے
قتل گاہوں میں شہیدوں کا لہو بول اٹھا
سر کٹاتے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے والے
بچ نہیں سکتے کبھی قہرِ خدا سے شورشؔ
خونِ احرار سفینوں میں لٹانے والے

(کلیات،ص:۸۰۲)

تحفظ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کا منشور اور حاصلِ زیست ہے، اپنی جان و مال اور اہل وعیال سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز رکھے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ آغا صاحب اس حوالہ سے لکھتے ہیں۔

وہ شخص جو شہِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ فدا ہی نہیں
حیات و موت کی لذت سے آشنا ہی نہیں
سنبھال مجھ کو رسالت مآب کی چوکھٹ
ترے بغیر مرا کوئی آسرا نہیں
انہیں کا ہو کے جیوں اور انہیں کی رہ میں مروں
اس آرزو کے سوا کوئی مدعا ہی نہیں
پڑی ہے کان میں جب سے حدیثِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تو اس کے بعد کسی چیز میں مزا ہی نہیں

یہ ہے حضورﷺ کا فیضانِ تربیت شورشؔ
جو اُن کا ہو گیا اس جیسا دوسرا ہی نہیں

(کلیات،ص:۱۲۹۹،۱۳۰۰)

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر مذکور ہے کہ حق باطل پر غالب آکر رہتا ہے اور تاریخ کے اوراق بھی ہمیں یہی بتاتے ہیں۔ اسی پس منظر میں شورش کے افکار ملاحظہ فرمائیں۔ نظم کا عنوان ہے ''مٹ گئے''

او خدایانِ چمن! خنجرِ برّاں روکو!
ہم ہیں تاریخ کی توقیر بڑھانے والے
ہم نے ہر دور کو اندازِ جنوں بخشے ہیں
ہم ہیں اسلام کی تلوار اٹھانے والے
اپنے انجام کی تعزیر سے غافل نہ رہیں
ناصر احمد کی سکیموں کو چلانے والے
چھے مہینے کی خدائی تو کوئی بات نہیں
میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ ہیں جانے والے

(کلیات،ص:۱۴۰۶،۱۴۰۷)

اپریل ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو آغا صاحب فرطِ مسرت میں یوں گویاں ہوئے۔

صبا کے دوشِ نازک پر خبر آئی الحمد للہ
جداگانہ اقلیّت ہیں مرزائی الحمد للہ
پڑی ہے کھلبلی ربوہ کے ایوانِ خلافت میں
بہشتی مقبرے پر برق لہرائی الحمد اللہ
حکیمِ شرق کی اک آرزو پوری ہوئی آخر
مراد اسلام کے بیٹوں کی بر آئی الحمد للہ
علم لہرائے گا ہر آن توحید و رسالت کا
مسلمان لے رہے ہیں پھر سے انگڑائی الحمد للہ
فضا میں اُڑ رہی ہیں دھجیّاں ظلّی نبوّت کی
اکٹھے ہو گئے اک صف میں بطحائی الحمد اللہ

نبوّت قادیاں کی سرزمیں میں؟ توبہ توبہ کر
نتیجہ کیا ہے؟ اس ٹولے کا۔ پسپائی الحمد للہ
نبی ﷺ کے نام کا ڈنکا بجے گا ہر کہیں شورش
خدا کے دشمنوں کی ہو گی رسوائی الحمد للہ

(کلیات، ص: ۱۵۲۰، ۱۵۲۱)

ظلّی نبوّتوں کا جنازہ نکل گیا
دیکھی ہے تاب لشکرِ خیر الانام کی

(کلیات، ۱۵۲۳)

۱۹۷۳ء میں قادیانیوں نے بلوچستان کے علاقہ فورٹ سنڈیمن (ژوب) کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا وہاں قرآن مجید کے محرّف نسخے تقسیم کیے۔ اس پر وہاں کے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے، تحریکِ چلی جس کے نتیجہ میں قادیانیوں کو وہاں سے نکلنا پڑا، آغا صاحب ان واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

آئے تھے جو قط لگانے کے لیے قرآن میں
موت واقع ہو گئی اُن کی بلوچستان میں
فورٹ سنڈیمن کے جی داروں نے اُلٹی ہے بساط
اپنے بل بوتے پہ ان اشرار کی بولان میں
ذلّہ خوارانِ غلام احمد کی بھد اُڑتی گئی
خار و خس رکتے کہاں ؟ اسلام کے طوفان میں
شک نہیں شورش کہ ہیں قربِ قیامت کا جواز
ایک متنبی کے پیروکار پاکستان میں

(کلیات، ص: ۱۵۶۱، ۱۵۶۲)

اُمّتِ محمدیہ نے قادیانیت کے خلاف وہ معرکہ آرائیاں کی ہیں کہ ان کی مثال نہیں ملتی۔ خود آغا صاحب کا بھی اس محاذ پر ایک عمدہ کردار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے تجدیدِ عہدِ وفا کرتے ہوئے جو اعلان کیا اس کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

سرورِ کونین ﷺ کی خاطر فنا ہو جاؤں گا
میں نثارِ سیّدِ خیر الوریٰ ہو جاؤں گا

قادیاں کیا ہے ؟ غلاظت عہد استعمار کی
اس کی شہ رگ کے لیے پیکِ قضا ہو جاؤں گا
ناصر احمد میرزا کے روبرو پیلوں گا ڈنڑ
غازیانِ سربکف کا رہنما ہو جاؤں گا
فکر ہے کوئی تو شورش عاقبت کی فکر ہے
اس تگ و دو میں محمد ﷺ پر فدا ہو جاؤں گا

(کلیات،ص:۱۵۶۸،۱۵۶۹)

اہلِ ربوہ کی رگِ جاں کے لیے خنجر ہوں میں
فرقۂ باطل کو پیغامِ قضا ہو جاؤں گا

(کلیات،ص:۱۶۱۷)

ایک مقام پر وہ ملک وملّت اور دین کے بہی خواہوں کو مشورہ دیتے نظر آتے ہیں۔

لشکرِ طاغوت کے چھکے چھڑاتے جایئے
خدمتِ اسلام کے نقشے بناتے جایئے
خوفِ غیر اللہ کیا ہے ؟ جانکنی ایمان کی
چھوڑیے ہر خوف ، اٹھیے ، دندناتے جایئے
قادیاں کے مسخرے کی بھد اُڑانے کے لیے
خواجۂ کونین ﷺ کا ڈنکا بجاتے جایئے
دس مخنث مل کے بھی اک مرد بن سکتے نہیں
اس کہانی کا پس منظر بتاتے جایئے
گنبدِ خضریٰ کا سایہ کام آئے گا ضرور
حضرتِ شورش قدم آگے بڑھاتے جایئے

(کلیات،ص:۱۵۸۰،۱۵۸۱)

آپ ذوالفقار علی بھٹو کو مشورہ دیتے ہیں:

جنابِ صدر کی خدمت میں عرض کرتا ہوں
حضور! نامِ خدا! اہلِ قادیاں سے بچو

(کلیات،ص:۱۵۹۱)

قادیانیت نے مرزا قادیانی کو سلطان القلم قرار دے کر علم وادب کا جس طرح مذاق اڑایا ہے وہ ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ آغا صاحب اس سانحہ کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

مرزائیوں سے دینِ محمد ﷺ میں اختلال
اردو زباں ہے ان کی خرافات سے علیل

(کلیات، ص:۱۶۱۱)

قادیانیت استعماری طاقتوں کے زیرِ سایہ جس طرح پنپ رہی ہے آپ اس کا علاج یہ تجویز کرتے ہیں۔

لرز جائے زمینِ قادیاں جس کے تہوّر سے
اب ایسے انقلاب اور نشانوں کی ضرورت ہے

(کلیات، ص:۱۶۳۳)

غلام احمد کی اُمّت خوانِ استعمار تک پہنچی
اب اس کے بعد اس کو بدزبانوں کی ضرورت ہے

(کلیات، ص:۱۶۳۳)

ربوہ قادیانیوں کے لیے ایک ویٹیکن سٹی کی حیثیت رکھتا ہے جو کہ ملکی سالمیت کے خلاف سازشوں کا مرکز رہا۔ ۱۹۷۴ء سے پہلے کسی مسلمان کو قادیانی سربراہ کی اجازت کے بغیر شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ آغا صاحب اس پس منظر میں نعرۂ حق بلند کرتے ہیں۔

اس نامراد شہر کی ہیبت مٹائے جا
ربوہ غلط مقام ہے ، اس کو ہلائے جا
سنتا ہوں قادیاں کا جنازہ نکل گیا
اس کا وجود پاؤں کی ٹھوکر پہ لائے جا
اپنے خدا سے مانگ محمد ﷺ سے انتساب
ان کے حضور عشق کے دیپک جلائے جا
مت ڈر کسی مسلیمہ کذاب سے کبھی
ہر ایک دوں نہاد کو رہ سے ہٹائے جا
مرزائیوں سے قطع تعلق ہے ناگزیر
ان کے ہر ایک راز کا پردہ اٹھائے جا

شورش قلم کی خارا شگافی کے زور پر
نسلِ نوی کو خواب گراں سے جگائے جا

(کلیات،ص:۱۶۳۴،۱۶۳۵)

۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلبا پر قادیانیوں کے تشدد کے نتیجہ میں ملک بھر میں ایک زبردست تحریک چلی اور بالآخر بھٹوحکومت نے قادیانیت کے خلاف فیصلہ کے لیے سات ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔ آغا صاحب نے تحریک کے دوران مسلمانوں کو مخاطب ہوکر کہا۔

اے مسلماں صورتِ حالات سے حیراں نہ ہو
آ گئی نزدیک منزل ، ہوش کی پونچی نہ کھو
باغباں سے موسمِ صرصر میں کہنا ہے مجھے
اس چمن میں لالہ و گل کی جگہ کانٹے نہ بو
سید الکونین ﷺ کی پھٹکار اس ملعون پر
جس کے دل میں ہے نبوّت کا تصوّر گو مگو
جان کی بازی ہے اور ختمِ نبوّت کا سوال
فیصلہ ہو کر رہے گا اس مہینے سات کو

(کلیات،ص:۱۶۴۵،۱۶۴۶)

اور جب بھٹو دور کی قومی اسمبلی نے ایک طویل بحث مباحثہ اور قادیانی و لاہوری گروپ کے سربراہوں پر جرح کرنے کے بعد قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیّت قرار دیا تو آغا صاحب نے عالمِ وجد میں درج ذیل اشعار ذوالفقار علی بھٹو کی نذر کیے۔

ناموسِ مصطفیٰ کے نگہدار زندہ باد
میرِ اُمم کے غاشیہ بردار زندہ باد
نوّے برس کا ایک قضیّہ کیا ہے طے
بادہ گسارِ احمد مختار ، زندہ باد
سر کر لیا ہے ختمِ نبوّت کا معرکہ
زندہ دلانِ لشکرِ احرار ، زندہ باد
پرچم ہے سرفراز رسالت مآب کا
لایا ہے رنگ جذبۂ ایثار ، زندہ باد

از بسکہ ذوالفقار علی بے نیام ہے
خنجر بکف ہے قافلۂ سالار ، زندہ باد
برطانوی نژاد نبوّت کا ارتحال
نرغے میں آ گئے ہیں سیہ کار ، زندہ باد
بھٹو کا نام زندۂ جاوید ہو گیا
شورش شکست کھا گئے اشرار ، زندہ باد

(کلیات،ص:۱۶۴۹،۱۶۵۰)

قومی اسمبلی کے تاریخی فیصلہ کے بعد قادیانیت پہ کیا گزری؟ اس کی نقشہ کشی اس طرح کرتے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کی صبح نزدِ شام ہے
ناصر احمد کی غزل گوئی سبک انجام ہے
اک فسانہ ساز اُمّت ہو گئی انٹا غفیل
خواجۂ گیہاں کا پاکستان کو انعام ہے
اپنی پیدائش سے جو انگریز کے جاسوس تھے
میرے ہاتھوں ہی سے ان کی مرگِ بے ہنگام ہے

(کلیات،ص:۱۶۵۴)

(جاری ہے)

ماہانہ مجلس ذکرو اصلاحی بیان
31 اکتوبر 2013ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

پروفیسر خالد شبیر احمد قسط:۲۹

ورق ورق زندگی

امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شرکت:

اگست ۱۹۶۱ء گرمیوں کی چھٹیوں میں گھر آیا ہوا تھا کہ ۲۱ راگست کی شام کو میرے چھوٹے بھائی باقر صغیر احمد گھر آئے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ شہر میں یہ خبر عام ہے کہ شاہ جی کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ کئی لوگوں سے ملا ہوں یہی اطلاع ملی ہے اور اس پر سبھی پریشان بھی ہیں۔ میں نے بھی یہ خبر سنی اور دل نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ واقعی اب امیر شریعت ہم سے جدا ہونے والے ہیں۔ اخبارات میں ایک تسلسل کے ساتھ اُن کی صحت کے بارے میں چھپ رہا تھا خود اس وقت کے پاکستان کے صدر ایوب خان کا ایک بیان بھی نظر سے گزرا جس میں اُن کی جنگ آزادی میں خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں ہر ممکن طبی امداد مہیا کرنے کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ سب کچھ اس بات کی ذہن سازی کر رہا تھا کہ یہ عظیم و بے مثال ہستی اب ہمارے درمیان بہت زیادہ دیر کے لیے نہیں ہے۔ میں سن کر انتہائی غمگین اور پریشان ہوا اور یہ بات ایک فطری امر تھا۔ جو تعلق خاطر ان سے قائم ہو چکا تھا اس کے پیشِ نظر پریشانی ایک لازمی امر تھا۔ گھر میں والدہ محترمہ نے کہا کہ مجھے دھوبی گھاٹ تمہارے چچا کے ہاں جانا ہے تم میرے ساتھ چلو۔ میں چھوٹے بھائی ظہیر کو ساتھ لے کر دھوبی گھاٹ آ گیا۔ لیکن ذہن میں وہی کھلبلی سی مچی ہوئی تھی کہ شاہ جی کی صحت کے بارے میں پتہ چلے۔ والدہ کو چچا جان کے گھر پہنچا کر دھوبی گھاٹ کی مسجد میں نمازِ عشاء ادا کرنے کے لیے آیا۔ چھوٹا بھائی ظہیر میرے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا ایک جلسہ ہو رہا ہے مگر آدمی دس بارہ ہی بیٹھے ہیں ایک صاحب تقریر کر رہے ہیں۔ میں نے نمازِ عشا ادا کی تو دیکھا کہ جو صاحب تقریر کر رہے ہیں ان کے ساتھ حکیم عبدالمجید نابینا صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ حکیم صاحب والد صاحب کے دوست تھے۔ اکثر اُن کے مطب بھی جانا ہوتا تھا، امین پور بازار میں دفتر مجلس احرارِ اسلام کے نیچے مطب کرتے تھے۔ جبکہ اس وقت دفتر احرار میں مولانا عبدالرحیم اشعر آفس سیکرٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ میں نے جب حکیم صاحب کو دیکھا تو اُن کے پاس آ کر پوچھا کہ کیا ملتان سے شاہ جی کے بارے میں کوئی تازہ خبر آئی ہے۔ کہنے لگے کہ تم ابھی مسجد میں آئے ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں میں تو ابھی آیا ہوں۔ کہنے لگے:

''شاہ جی تو ہمیں چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ یہ جلسہ اُن کی موت کی خبر سن کر ہی بے مزہ سا ہو گیا ہے، لوگ خبر سن کر گھروں کو چلے گئے۔ میں نے جلسے میں اُن کی وفات کا اعلان کرایا تھا۔''

اس جانکاہ اور جاں گداز خبر پر میں نے کیا سوچا اور کیا محسوس کیا یہ بات بیان نہیں ہو سکتی۔ بس ایک بے رنگی و بے

صوتی جیسے ایک سناٹا یا جیسے خلا کی بے وزنی و بے استقراری۔ بس ایک ایسی کیفیت جسے خاموشی یا سکتہ کہا جاسکتا ہے۔ رونے کی طبیعت کو جیسے ضرورت ہی نہ ہو۔ مسجد سے نکلا، بھائی کو ساتھ لیا اور گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ لیکن راہ میں ٹھان لی کہ اگر آج رات مجھے بھاگ کر بھی ملتان جانا پڑا تو میں بھاگ کر بھی ملتان جاؤں گا تا کہ اُن کے جنازے میں شرکت کر پاؤں۔ بس اسی سوچ میں گم چلا جارہا تھا کہ گھنٹہ گھر چوک میں مجھے میرے کالج کے ساتھی اور ہاکی کے گول کیپر جمیل بٹ مل گئے۔ اُنہیں علم تھا کہ میں حضرت امیر شریعت کا عقیدت مند ہوں۔ انہوں نے افسوس کرتے ہوئے کہا کہ یار شبیر حضرت امیر شریعت وفات پا گئے ہیں۔ میں نے ریڈیو سے یہ خبر سنی ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ مجھے بھی علم تو ہو چکا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ملتان کیسے جاؤں۔ اس نے میری بات سن کر فوراً گھنٹہ گھر کے گھڑیال کی طرف دیکھا تقریباً رات کے دس بج رہے تھے۔ کہنے لگے یار تھوڑے سے تم لیٹ ہو گئے ہو وگرنہ رات دس بجے ایک گاڑی خانیوال جاتی ہے۔ فوری کہنے لگے کہ یہ گاڑی کون سی عین وقت پر ہی آتی جاتی ہے تمہیں ریلوے سٹیشن جا کر گاڑی پکڑنے کی کوشش تو کرنی چاہیے۔ میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو جیب خالی تھی، جمیل بٹ کہنے لگے کہ یہ کون سا مسئلہ ہے یہ دس روپے تمہارے آنے جانے کے لیے کافی رہیں گے۔ میں نے ان سے دس روپے لیے اور ریل بازار سے تانگہ پکڑا، رات کا وقت تھا اور یہ ۱۹۶۱ء کا لائل پور تھا۔ بازار خالی، گھوڑا یوں بھاگا کہ جیسے زمین پر نہیں ہوا میں اُڑ رہا ہے ہو اس پر بھی دل یہ چاہتا تھا کہ مزید تیز چلے۔ سٹیشن پر آ کر جب ٹکٹ کے لیے کلرک کو کہا تو اس نے مجھے ملتان کا ٹکٹ تو دے دیا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ گاڑی چھوٹنے والے ہے بھاگ کر گاڑی کو پکڑ سکتے ہو۔ بھائی ظہیر کو گھر بھیج دیا اور کہا کہ گھر کہہ دینا کہ میں ملتان میں شاہ جی کے جنازے میں شرکت کے لیے چلا گیا ہوں۔ پلیٹ فام پر قدم رکھا تو گاڑی آہستہ آہستہ چلنا شروع ہو گئی تھی جیسے میرے ہی انتظار میں رکی رہی ہو۔ رفتار ذرا تیز ہوئی تو میں بھاگا اور بھاگ کر ایک ڈبے کو جا پکڑا، یہ بڑا ڈبہ تھا جو کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور اتفاق یہ کہ سبھی احرار رضا کار میرے جاننے والے اور کچھ ایسے بھی تھے جو آشنا نہیں تھے اسی ڈبے میں تھے۔ ایک کونے میں مولانا تاج محمود صاحب بھی اور میرے قریبی دوست اقبال فیروز جو کالج سے ہی میرے دوست تھے (بعد میں اُن کے محفل ہوٹل میں برسوں بیٹھے) وہ بھی اس ڈبے میں تھے۔ گاڑی نے ذرا رفتار پکڑی تو ایک آدمی گاڑی پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن سانس اکھڑا ہوا تھا۔ مولانا تاج محمود نے کہا کہ اسے ہاتھ تھما کر پکڑ لو۔ چنانچہ چند ساتھیوں نے اسے کھینچ کر چلتی گاڑی میں بٹھایا لیکن وہ لیٹ گیا، سانس اکھڑا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کا سانس بحال ہوا تو کہنے لگا کہ آپ لوگوں نے جو مجھ پر احسان کیا ہے میں عمر بھر نہ بھول سکوں گا۔ میں تو ڈھڈھی والہ سے جو فیصل آباد کے ساتھ اس وقت ایک گاؤں تھا اس گاڑی کو پکڑنے کے لیے بھاگا ہوتا کہ شاہ جی کے جنازے میں شرکت کر سکوں۔

یہ عجیب بات تھی کہ ڈبے میں تمام لوگ تقریباً ایک دوسرے کو جانتے تھے۔ لیکن کوئی کسی سے بات نہیں کر رہا تھا جیسے سب سکتے میں ہوں۔ انتہائی سنسناتی ہوئی خاموشی تھی۔ میرے خیال میں ہم میں سے ہر ایک اس خاموشی میں شاہ جی کے ساتھ رو پہلے بیتے لمحوں کی یاد میں مگن تھا، ان کی وفات کے غم میں خاموش رہنے کو ترجیح دے رہا تھا یا پھر اس غم کے بیان

کے لیے سرے سے الفاظ ہی نہیں تھے کہ غم کا اظہار کرسکیں۔ اسی حالت میں گاڑی نے ہمیں خانیوال پہنچایا تو ہم اُتر کر دوسرے پلیٹ فارم پر آ گئے۔ جہاں سے ہم نے لاہور والی گاڑی پکڑنا تھی۔ کچھ ہی دیر کے بعد ہم لاہور سے آنے والی گاڑی میں سوار تھے۔ یہ گاڑی بھی پوری کی پوری امیر شریعت کے عقیدت مندوں اوراحرار رضا کاران ورہنماؤں سے بھری ہوئی تھی۔ پتہ چلا کہ شورش کاشمیری، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری، مولانا مظہر علی اظہر اور دوسرے احرار رہنما اسی گاڑی میں سوار ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ لاہور والی گاڑی میں بھی وہی خاموشی جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، کوئی کسی سے بات نہیں کرتا تھا۔ حالانکہ ایک دوسرے کو کئی جانتے بھی تھے، زیادہ سے زیادہ السلام علیکم۔ وعلیکم السلام کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور حیرانی کی بات تو یہ تھی کہ اتنے بڑے حادثے پر کسی کی آنکھ میں کوئی آنسو نہیں تھا۔ کہیں سے بھی رونے کی کوئی آواز نہیں آ رہی تھی۔ بس خاموشی اور صرف خاموشی۔ اسی صورت حال میں ہم ملتان چھاؤنی کے سٹیشن پر اُترے۔ پلیٹ فارم پر ہزاروں کا مجمع تھا اور پورا پلیٹ فارم آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اتنے میں کراچی کی طرف سے ایک گاڑی آئی اور اس گاڑی میں بھی شاہ جی کے ہی عقیدت مندوں کی اکثریت تھی۔ پلیٹ فام پر اب تل دھرنے کو جگہ بھی نہیں تھی۔ شجاع آباد سے آنے والوں میں مجھے قاضی احسان احمد شجاع آبادی نظر آئے۔ سلام کیا۔ جواب دیا گیا لیکن وہی خاموشی۔ اخبار فروشوں نے پلیٹ فارم پر ہلہ بول دیا۔ ہر ایک کی زبان پر ایک ہی فقرہ تھا ''امیر شریعت وفات پا گئے۔'' ایک اخبار مجھے اب تک یاد ہے روزنامہ امروز خریدا گیا۔ سرخی پڑھی اور پھر اس کے بعد شاہ جی کا ایک پن سکیچ یعنی ہاتھ سے بنا ہوا ایک فوٹو دیکھا تو یک دم قاضی صاحب کے منہ سے بے اختیار یہ فقرہ نکلا۔ ''اچھا شاہ جی! ہم تو یہ چاہتے تھے کہ آپ ہمارا جنازہ پڑھاتے، آج کا دن کیا کیا دن ہے کہ ہم آپ کا جنازہ پڑھنے کے لیے آئے ہوئے ہیں۔'' بس اس کے بعد سب سے پہلے قاضی صاحب کی خاموشی کا بند ٹوٹا انہوں نے بچوں کی طرح جو رونا شروع کیا تو پھر ہزاروں کا مجمع بھی پھوٹ پڑا اور لوگ سارے پلیٹ فارم پر لیٹ لیٹ کر زور زور سے رو رہے تھے۔ کسی کو کسی کی ہوش نہیں تھی لگ بھگ پون گھنٹہ پلیٹ فارم لوگوں کی چیخ و پکار اور آہ و نالہ کے سیلاب میں بہہ کر گم وسم ہو کے رہ گیا تھا۔ پھر مجھے سمجھ میں آیا کہ وہ ہولناک خاموشی کی اس طوفان کا پیش خیمہ تھی۔ یہ رونا اس وقت تک جاری رہا جب تک رونے والے کے دلوں پر چھائے اشکوں کے بادل کچھ ہلکے نہیں ہو گئے۔ غبارِ غم ذرا سا چھٹا تو طبیعت سنبھلی۔

تھا بیٹھنے کو دل کا گھروندا کہ دفعتاً
اُمڈا وہ سیلِ اشک طبیعت سنبھل گئی

یہ منظر مجھے آج بھی یاد آتا ہے میں اپنی زندگی میں ایسے کسی دوسرے منظر کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہوں تو مجھے ایسا دل خراش اور غم زدہ منظر پوری زندگی میں کہیں نظر نہیں آتا۔

بہر حال اعلان ہوا کہ ابھی شہر نہیں جانا۔ نماز فجر پلیٹ فارم پر ہی ادا کی جائے گی۔ چنانچہ نماز فجر پلیٹ فارم پر

ہی ادا کی گئی۔ جس کے بعد ہم سب ٹولیوں میں اپنے اپنے طور پر شہر گئے۔ مجھے تو اقبال فیروز نے جو شورش کاشمیری مرحوم کے ساتھ تھا اپنے ساتھ اُسی تانگے پر بٹھالیا۔ تانگہ مدرسہ قاسم العلوم کچہری روڈ پر آ رُکا تو ہم شاہ جی کے گھر پہنچ گئے۔ مجھے بھی بیٹھک میں بیٹھنے کا موقع مل گیا تھا۔ اس وقت کمشنر ملتان ڈویژن کوئی قریشی صاحب تھے نام یاد نہیں رہا، وہ صدر ریاست ایوب خان صاحب کے نمائندے کی حیثیت سے تعزیت کے لیے آئے ہوئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے:

''حضرات اس انتہائی افسوس ناک اور غم زدہ ماحول میں، میں آپ حضرات سے خصوصاً شاہ جی کی اولاد سے صدرِ ریاست کی طرف سے تعزیت کرتا ہوا اور یہ بھی کہتا ہوں کہ میں بھی شاہ جی کے عقیدت مندوں میں ہوں اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں ہر طرح کی خدمت کے لیے حاضر ہوں۔''

کمشنر صاحب نے مزید پیش کش کی کہ آپ قلعہ پر جہاں چاہیں اُن کی قبر بنوا سکتے ہیں اور مجھے اس کا سرکاری طور پر حق حاصل ہے۔ لیکن وہاں صورت حال مختلف تھی۔ قاضی صاحب اور کچھ ملتان کے ساتھی قلعہ پر دفن کرنے کی اس پیش کش کے حق میں تھے۔ ادھر شاہ جی کی اپنی وصیت اس کے خلاف تھی۔ حضرت امیر شریعت نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں عام مسلمانوں کے قبرستان میں بغیر کسی امتیاز کے دفن کیا جائے۔ شاہ جی کے سب بیٹے بھی یہی چاہتے تھے کہ تدفین عام قبرستان میں ہو۔ ایسی جگہ پر جہاں تمام اہل خانہ کی قبروں کی گنجائش بھی ہو۔ اندر سے امّاں جی نے بھی یہی کہلا بھیجا کہ شاہ جی کی قبر کے لیے ہم سرکار کے کیوں ممنونِ احسان ہوں؟ شاہ جی نے جب اپنی پوری زندگی میں سرکار سے اپنی ذات کے لیے کچھ منفعت نہیں اٹھائی تو اب موت کے بعد ہم اُن کی قبر کے لیے سرکار سے درخواست ہرگز نہیں کریں گے۔ بس پھر کیا، فیصلہ یہی ہوا کہ عام قبرستان میں ہی شاہ جی کی تدفین ہوگی۔ ملتان کے مشہور احرار رہنما مظہر نواز خان درانی کے تجویز کردہ جلال باقری قبرستان میں موجود قطعۂ زمین کو شاہ جی کے سفرِ آخرت کی پہلی منزل کے طور پر منتخب کرلیا گیا۔

اعلان ہوا کہ نماز ظہر کے بعد مدرسہ قاسم العلوم میں شاہ جی کے سب سے بڑے بیٹے حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاریؒ کی دستار بندی ہوگی اور اس کے بعد جنازہ اٹھالیا جائے گا۔ جنازہ پڑھانے کی جگہ کے لیے گورنمنٹ کالج سول لائن کے ساتھ وسیع میدان کا اعلان کیا گیا تھا۔ اقبال فیروز نے مجھے کہا کہ آغا صاحب کہتے ہیں کہیں سے چائے پی جائے، چلو ان کے ساتھ چلتے ہیں۔ چنانچہ اقبال فیروز اور میں دونوں شورش صاحب کے ساتھ گھنٹہ گھر تک گئے اور وہاں ایک دکان سے چائے پی۔ شورش بڑے مضبوط اعصاب کے آدمی تھے، اعضا کی کسی حرکت سے یہ ظاہر نہیں ہو رہا تھا کہ اُنہیں اس غیر معمولی سانحے پر کتنا شدید کرب ہے۔ وہ انتہائی صبر میں تھے اور شاہ جی کی بہادری اُن کی فصاحت و بلاغت، اُن کی شخصیت پر انتہائی اچھے انداز میں گفتگو کر رہے تھے لیکن چہرے پر لحظہ بہ لحظہ ابھرنے والی کئی شکنیں اور آنے والے کئی رنگ بار بار ٹوٹ جانے والی آواز (جسے وہ کھانسی میں چھپا رہے تھے) اس بات کا اعلان کر رہی تھی کہ وہ اس سانحہ کو بھی اسی بہادری کے ساتھ برداشت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس بہادری اور دلیری کے ساتھ انہوں نے پوری زندگی بسر کی۔

کہنے لگے آؤ میں تمہیں اس جگہ لے جاؤں جہاں ۱۹۳۹ء کی فوجی بھرتی بائیکاٹ تحریک میں مجھے جلسہ میں پکڑ کر مارا گیا تھا۔ وہ حسین آگاہی کے راستے میں جا کر ایک جگہ رک گئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے مجھے گرفتار کیا گیا تھا۔ یہ ملتانی بڑے بزدل ہیں مجھے مار کھاتے دیکھ کر بھاگ گئے۔ کہنے لگے یہاں پر اس وقت کوئی عمارت نہیں تھی ایک کھلا میدان تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم دونوں نوجوانوں کی ڈھارس بندھا بالواسطہ اپنے اندرون ذات میں برپا ہونے والے زہرہ گداز اندوہ کی بے کرانی کا سامنا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ہم لوگ جلد ہی واپس آ گئے۔ نماز ظہر ادا ہوئی تو مدرسہ قاسم العلوم میں ہی دستار بندی ہوئی، دستار بندی کا مرحلہ ایک علیحدہ ہی نوعیت کا وقفۂ گریہ و آشوبِ ماتم تھا۔ جس وقت مولانا عبداللہ درخواستی رحمۃ اللہ علیہ اپنے دستِ مبارک سے ابوذر بخاریؒ کے سر پر دستار باندھ رہے تھے تو بے تحاشہ بچوں کی طرح بلک بلک کر رو بھی رہے تھے۔ مولانا محمد علی جالندھری بھی اسی طرح دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔ ہر ایک فرد جو اس وقت وہاں پر موجود تھا زار و قطار رو رہا تھا۔ ہاں البتہ حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ صبر و استقامت کا مجسمہ بنے ہوئے انتہائی بہادری کے ساتھ اور صبر کی انتہائی ارفع و اعلیٰ کیفیت میں تھے اور مختلف اکابران کے سر پر دستار باندھ رہے تھے۔ نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کو بھی دیکھا کہ وہ چلتے چلتے ایک جگہ رک جاتے اور پھر چلنا شروع کر دیتے۔ اُن کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں ہی رہے۔ میری حالت یہ تھی کہ مجھے اپنے رونے کا بھی ادراک نہیں تھا۔ میری آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لیتے تھے، ایک مستقل مسلسل زنجیرِ اشک تھی جو آنکھوں سے گویا بندھ کر رہ گئی تھی۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو میں جنازے کے آگے آگے تھا۔ میرا جوتا نیا تھا جو میرے پاؤں کو کاٹ رہا تھا، میں نے جوتا اُتار کر اپنے ہاتھوں میں تھام لیا، یا یوں کہہ لیجیے کہ لطیفۂ غیبی نے کہا کہ اپنے پیر و مرشد کے جنازے میں جوتے اُتار کے شرکت کرو۔ جنازہ آہستہ آہستہ کچہری روڈ پر آیا لوگ تو گھنٹہ گھر تک جمع تھے۔ میں چونکہ جنازے کے آگے تھا لہٰذا دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ جنازے میں شامل افراد کا آخری سرا دیکھا جائے۔ چوک کچہری میں ایک عمارت کی دیوار پر چڑھ گیا تو دیکھا جہاں تک میری نظر کام کرتی تھی مجھے دوسرے سرے کا کہیں نام و نشان تک نظر نہ آیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ جنازہ اس میدان میں آیا۔ جہاں پر جنازہ پڑھایا جانا تھا۔ جنازے کی چارپائی زمین پر رکھی گئی تو آخری دیدار کو لوگ لپک پڑے۔ ادھر عصر کی نماز کا وقت ہو رہا تھا، نمازِ عصر کے بعد جنازہ پڑھایا جانا تھا۔ اس لیے لوگوں کو صف بندی کے لیے کہا گیا۔ لیکن لوگ اپنی محبتوں کے مرکز حضرت شاہ جی کے اس آخری نظارے کو اپنی نگاہوں میں ہمیشہ کے لیے قید کرنا چاہتے تھے، پروانہ وار آتے تھے اور ایسی سوزش کے ساتھ روتے کرلاتے پلٹ جاتے تھے۔ آخر ہاتھ جوڑ کر امیر شریعت کے نام کا واسطہ دے کر صف بندی کرائی گئی۔ جنازہ پڑھانے کے لیے مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ جنازہ شاہ جی کے فرزندِ ارجمند مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری پڑھائیں گے۔ چنانچہ جنازہ انہوں نے پڑھایا۔ تو اس کے بعد لوگ پھر آخری دیدار کے لیے ملتجی ہوئے۔ علماء نے کہا کہ جنازے کے بعد تدفین

میں تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔ ابھی یہ بحث جاری تھی کہ چناب ایکسپریس گاڑی کی سواریاں جو ہزاروں کی تعداد میں تھیں جنازے میں شرکت کے لیے لیٹ پہنچی تھیں۔ وہ آ گئیں، انہوں نے جنازے کے لیے اصرار کیا جبکہ جنازہ ہو گیا تھا۔ علماء نے فتویٰ دیا کہ جنازہ دوبارہ نہیں پڑھایا جائے گا۔ بے انتہا ہجوم کی وجہ سے جنازے کی چارپائی کے ساتھ لمبے بانس گھر سے نکلتے ہی باندھے گئے تھے تاکہ ہر ممکن حد تک محبان امیر شریعت کاندھا دے سکیں۔ جنازہ کی نماز کی ادائیگی کے بعد عشاق کی والہانہ آمد کے بعد وہ بانس بھی ناکافی سمجھے گئے۔ شاید ایک بانس کچھ کمزور بھی تھا۔ چنانچے کچھ دیر کے لیے چارپائی کو رکھ کر مزید لمبے لمبے بانس باندھے گئے۔ اس عرصے میں احرار رضا کاران نے چارپائی کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا رکھا تھا اور یہیں میں نے سب سے پہلی بار امیر شریعت کے فرزندِ ثالث حضرت حافظ سید عطاء المؤمن بخاری مدظلہٗ کو دیکھا۔ انہوں نے سفید لباس پہن رکھا تھا اور ہجوم میں بھی منفرد نظر آ رہے تھے۔ نئے اور مضبوط بانس باندھنے کے بعد جنازہ اٹھایا گیا۔ قبرستان پہنچے جہاں پر قبر پہلے ہی تیار ہو چکی تھی، شام سے پہلے آپ کی تدفین مکمل ہوئی۔ لیکن لوگوں کی آمد کا سلسلہ ابھی تک جاری تھا۔ لاکھوں کے مجمع نے جنازہ پڑھا اور جنازے کے بعد بھی ہزاروں لوگ جنازے کی غرض سے آئے مگر جنازہ نہ پڑھ سکے۔ ان دنوں پورے ملک کے اندر سیلاب آیا ہوا تھا۔ سڑکیں بلاک تھیں۔ ٹیکسی، ویگن، بس وغیرہ بالکل بند تھیں اگر یہ صورت حال نہ ہوتی تو مجمع جس نے جنازہ پڑھا اس سے دوگنا ہو ہوتا۔ تدفین کے بعد نماز مغرب ادا کی گئی اور ہم دوبارہ مدرسہ قاسم العلوم چلے آئے۔ اعلان تھا کہ مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لیے مدرسہ کے سامنے ایک کپڑے کے کارخانے میں وسیع میدان ہے وہاں پر کھانا کھلایا جائے گا۔ چنانچہ کچھ دیر کے بعد کھانا شروع ہوا تو عشاء کی نماز تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ جس کے بعد لوگ تعزیتی جلسہ میں شرکت کے لیے قلعہ پر پہنچنا شروع ہو گئے۔ کیونکہ یہ اعلان جنازے کے بعد ہی کر دیا گیا تھا کہ نماز عشاء کے بعد تعزیتی اجلاس قلعہ کہنہ پر ہوگا۔ جس میں رہنمایانِ احرار قائدِ احرار کو اُن کی سیاسی اور دینی خدمات پر خراجِ تحسین پیش کریں گے۔ چنانچہ نماز عشاء کے بعد میں بھی قلعہ پر پہنچ گیا۔ ابھی ہم ایک جگہ بیٹھے ہی تھے کہ جانباز مرزا کے رونے کی آواز سنائی دی۔ ہم سب ان کے اردگرد جمع ہو گئے اور اسے پُرسہ دینے کی کوشش میں مصروف ہو گئے۔ لیکن سنبھالے ہی نہیں سنبھلتے تھے۔ بار بار کہتے کہ میں تو راولپنڈی سے بھی دور تھا جب مجھے اطلاع ملی آتے آتے یہ وقت ہو گیا کہ جنازہ بھی نہیں پڑھ سکا۔ بہرحال جلسے کا آغاز ہوا۔ صدارت مولانا تاج محمود صاحب کی تھی اور سارے اکابرِ احرار جن میں مولانا مظہر علی اظہر، ماسٹر تاج الدین انصاری، شورش کاشمیری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی جالندھری اور غالبًا مولانا عبداللہ درخواستی جو جنازے میں شرکت کے لیے آئے ہوئے تھے اور ان کے علاوہ کئی دوسرے حضرات نے بھی اس جلسے سے خطاب کیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس وقت یہ ہوش ہی نہ تھا کہ کون آیا ہے کون گفتگو کر رہا ہے۔ بس ایک کلّیتِ غم تھی جس کی کیفیت میں ہر شخص کسی نہ کسی طور پر اپنا حصہ ملا رہا تھا۔ جلسہ رات کے اختتام تک جاری رہا۔

یہ ہے امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شرکت کی داستانِ غم کہ جن کی یاد میرے دل سے کبھی محو نہیں ہوتی۔ ان کے یومِ وفات سے اب تک شاید ہی کوئی دن میری زندگی میں آیا ہو کہ میں نے اُنہیں یاد نہ کیا ہو۔ ہر جگہ، ہر وقت اور ہر لحہ وہ میرے ساتھ ہی ہوتے ہیں، مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے سامنے ہیں اور میں اُنہیں دیکھ رہا ہوں، سن رہا ہوں۔ کئی دفعہ خواب میں بھی اُن کی زیارت نصیب ہوئی۔ شورش کاشمیریؒ نے امیر شریعت کے تعزیتی اجلاس میں ایک فقرہ کہا تھا کہ:

''یاد تو انہیں وہ کریں جو اُنہیں بھلا دیتے ہیں، ہم نے تو نہ کبھی اُنہیں بھلایا ہے اور نہ ہی یاد کیا ہے۔

وہ آئے آ کر گئے بھی لیکن نظر میں اب تک سما رہے ہیں
یہ چل رہے ہیں، وہ پھر رہے ہیں، یہ آ رہے ہیں، وہ جا رہے ہیں

ان کے فراق میں میری حالت تو میرے ان شعروں سے واضح ہوتی ہے:

ہیں میرے اطراف میں سپنے تیرے بکھرے ہوئے
کہکشاؤں کی طرح نترے ہوئے نکھرے ہوئے
ہجر کے ہاتھوں اگرچہ زندگی ناشاد ہے
تیری یادوں سے مرا دل شاد ہے آباد ہے
شیشۂ دل میں میرے اب تو ہی آتا ہے نظر
سونا سونا سا ہے تیری یاد کا سارا سفر
کیا یہ ممکن ہی نہیں ہے اب تیرا ملنا مجھے؟
کیا نہیں ہے اب میسر زخم کا سلنا مجھے؟
حسرت و یاس و الم کے سارے داغوں کو لیے
ہوں رواں میں راہِ غم میں ان چراغوں کے لیے

(جاری ہے)

☆......☆......☆

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

● **نام کتاب: ''قرآن مجید ایک تعارف'' مؤلف: مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ**

ناشر: زوّار اکیڈمی پبلی کیشنز اے۔۴/۱۷ ناظم آباد ۴ کراچی　　ضخامت: ۱۲۰ صفحات، قیمت: ۱۰۰ روپے

اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام و فرامین کو اپنی مخلوق تک پہنچانے کے لیے انبیاء و رُسل علیہم السلام کا سلسلہ شروع کیا جو ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر اختتام پذیر ہوا۔ ہر نبی کی صداقت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو ایک کسی کو ایک سے زیادہ معجزات عطا فرمائے مگر جیسے ہر نبی کی نبوت ایک وقت تک تھی اسی طرح اس کو عطا کردہ معجزہ بھی اس کی نبوت تک تھا، ہمارے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہمیشہ تک ہے تو آپ کو معجزہ بھی ابدی عطا ہوا اور وہ ہے قرآن مجید جو ۱۱۴ سورتوں میں موجود ہے۔ قرآن مجید کے تعارف پر ۱۱۶ صفحات پر مشتمل مختصر کتابچہ ہمارے ملک کے نامور عالمِ دین مولانا محمود احمد غازی مرحوم کے قلم سے تالیف شدہ زوار اکیڈمی نے کراچی سے شائع کیا ہے۔ اس میں قرآن مجید کے ناموں کی معنویت، قرآن کریم کا موضوع، نزول وحفاظت قرآن، قرآن مجید کی ترتیب جیسے اہم عنوانات پر خوبصورت مگر دلچسپ سیر حاصل گفتگو پڑھے لکھے ہر فرد کے لیے یکساں مفید ہے۔

● **نام کتاب: قرآن کیا کہتا ہے　مؤلف: مولانا سید عزیز الرحمٰن**

ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز اے۔۴/۱۷ ناظم آباد نمبر ۴ کراچی

انسان کیا ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ دنیا میں آنے کا مقصد کیا ہے اور اس نے آخر کہاں جانا ہے کے عظیم عنوان پر محترم مولانا سید عزیز الرحمٰن کی ایک یادگار تقریر جس کو ''قرآن کیا کہتا ہے'' کے عنوان سے ۳۲ صفحات کے ایک کتابچہ کی شکل میں زوار اکیڈمی پبلی کیشنز کراچی نے شائع کیا ہے۔ پڑھنے کے لائق خوبصورت معلوماتی مضمون ہے۔

● **نام کتاب: مقصد بعثت اور رسومات میلاد　تحقیق وتخریج: مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہٗ**

ملنے کا پتہ: مکتبہ امام اہل سنت، دفتر ماہنامہ الشریعہ، مرکزی جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ

ضخامت: ۸۴ صفحات　　قیمت درج نہیں

چراغ سے چراغ جلتا جائے تو روشنی در روشنی ہوتی جاتی ہے۔ پاکستان کے نامور محقق حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے متبحر عالم دین تھے جن سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔ ان کے فیض کی روشنی سے لوگ بینا ہو گئے۔ اوروں کو بینا کرنے لگے۔ مولانا عبدالحق خان بشیر مدظلہٗ (امام اہلِ سنت کے بیٹے ہیں تو فیض یافتہ بھی انہیں سے ہیں) سے ان کے بیٹے مولوی عبدالرحمٰن خان انس نعمان سلمہ نے کچھ سوالات کیے جن کے جوابات مولانا مدظلہٗ نے ارشاد فرمائے۔ ہر جواب اپنی جگہ تحقیقی چشم کشا جن کو کئی فصلوں میں مثلاً مقصد تحقیق کائنات، مقامِ بشریت، خلافتِ الٰہیہ، حقیقت نبوت، بشریت وعصمت انبیاء اور ولادتِ

نبوی، جسے ''مقصد بعثت اور رسومات میلاد'' میں ترتیب دیا گیا ہے۔ ہر فصل معلومات سے مزین۔ اس کتاب میں جس قدر مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے ہماری ناقص رائے کے مطابق کتاب کا نام جامع نہیں ہے۔ البتہ مضامین ان کی عظمتِ علمی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

● **نام کتاب: تحقیق روایت اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمُ مصنف: ابوعبدالعزیز خلیفہ بن احمد　　مترجم: سید فاروق حسین**

ناشر: ادارہ المشرق، اردو بازار لاہور۔　　ضخامت: ۲۴۰ صفحات　قیمت: ۲۵۰ روپے

جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک لمحہ کی صحبت ایمانی میسر آ گئی وہ بعد کے قطب و ابدال اولیاء سے عظمت میں اتنا بلند ہے کہ زمین سے آسمان کی بلندی کم ہے۔ مگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری کا تعلق سب سے منفرد ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی بچپن میں کفالت بھی کی اور تربیت بھی۔ آپ کی عظمت و محبت اہلِ اسلام کے ایمان کا حصہ ہے، آپ کی عظمت شان کے لیے قرآن و حدیث کی گواہی سے کوئی بڑی چیز دنیا میں نہیں۔ حدیث **اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمُ وَ عَلِی بَابُھَا** کی روایتی حیثیت سے محققین علماء واقف ہیں کہ اسنادی حیثیت کیا ہے۔ ہم عمومی طور پر خطباء اور واعظین اور عامۃ الناس اس سے بے خبر ہیں۔ اس پر ایک عرب عالم نے عربی میں محنت کی ہے اور اس کی تمام اسناد کے تمام رُواۃ پر ایک ایک کر کے مکمل بحث کی ہے اور اس کی اسنادی حیثیت سے مطلع کیا ہے۔ جس کا ترجمہ اور مزید تحقیق و تعلیق سید فاروق حسین نے کی ہے اور حق ادا کر دیا ہے۔ (**مبصر: مولانا محمد مغیرہ**)

● **ماہنامہ تعمیر افکار (اشاعتِ خاص، مطالعۂ سیرت اور عصرِ حاضر) 2: جلد　　ضخامت: 1230 صفحات**

قیمت: ۵۹۵ روپے　ناشر: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز A-18/4/ ناظم آباد نمبر ۴ کراچی

ماہنامہ تعمیر افکار علمی، ادبی اور تحقیقی مجلّہ ہے۔ تعمیر افکار کا خاص سیرت نمبر بہ عنوان ''مطالعۂ سیرت اور عصرِ حاضر'' اردو سیرت نگاری میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ اس علمی کاوش کا سہرا مدیر اعلیٰ ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری اور مدیر سید عزیز الرحمٰن کے سر ہے۔ عنوان کا انتخاب بہت عمدہ ہے۔ اُسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نابلد اُمّت عصرِ حاضر کے طاغوت سائنس و ٹیکنالوجی اور ماڈرن ازم سے مرعوب ہو کر اسلامی طرزِ حیات کو ماڈرن ایج کے لیے ''مس فٹ'' قرار دیتی ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کو تمام انسانوں، تمام زمانوں کے لیے ''اُسوۂ حسنہ'' قرار دیا ہے۔ (لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃ) اس اشاعتِ خاص کا ایک اہم مقصد مصائب و آلام کے گرداب میں پھنسی ہوئی اُمّت کو اسوۂ نبوی سے روشناس کرانا اور ان کے درست حل کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

جلد اوّل کے ابواب: مطالعہ سیرت، امن و سالمیت، ملّی یکجہتی، اصلاحِ معاشرہ اور ہماری ذمہ داریاں

جلد دوم کے ابواب: اسوۂ حسنہ چند عملی پہلو، عہدِ جدید کے مسائل، مکالمہ بین المذاہب

یہ نمبر قدیم و جدید مضامین کا گلدستہ ہے۔ دونوں جلدوں میں لکھنے والے مشاہیر کے چند نام یہ ہیں: مولانا احمد سعید دہلویؒ، ڈاکٹر محمد حمید اللہؒ، ڈاکٹر سید محمد عبداللہ، ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، ڈاکٹر اسرار احمدؒ، سید فضل الرحمٰن، مولانا زاہد الراشدی، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرمائیں اور اُمّتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم و ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین (**مبصر: محمد نعمان سنجرانی**)

ادارہ

اخبارالاحرار

ختم نبوت کانفرنس ملتان

ملتان (۷ر ستمبر) 7 ستمبر پاکستان کے تاریخ میں ایک عہد ساز دن ہے۔ اس روز عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کی سو سالہ طویل ترین جدوجہد فتح مبین سے ہمکنار ہوئی اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی پارلیمنٹ میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے تاریخی دن 7 ر ستمبر کے حوالے سے مجلس احرار اسلام ملتان کے امیر صوفی نذیر احمد کی زیر صدارت مرکز احرار دارِ بنی ہاشم ملتان میں ’’یوم تحفظ ختم نبوت و یوم تجدید عہد‘‘ جوش و خروش کے ساتھ منایا گیا۔ جس میں مولانا محمد اکمل، شیخ لقمان منشاد، محمد طارق چوہان، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، سید عطاء المنان بخاری، مولانا فیصل متین سرگانہ، مولوی اخلاق احمد، مولوی نعمان احمد سنجرانی، فرحان الحق حقانی اور متعدد احرار اور تحریک طلباء اسلام کے رہنماؤں نے شرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ 7 ر ستمبر کا دن ہمیں اپنے مقصد پر استقامت کے ساتھ قائم رہنے، نظریاتی و فکری وابستگی کو مضبوط بنانے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مزید جانفشانی کے ساتھ کام کرنے کا درس دیتا ہے۔ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔ قادیانی آج بھی امریکہ و برطانیہ کے ذلہ خوار، جہاد کے منکر اور پاکستان کو اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں جو کہ ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔ قادیانی ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے کہا ے ستمبر ۱۹۷۴ء کو شہدائے ختم نبوت کا خونِ بے گناہی رنگ لایا تھا اور اکابر احرار و ختم نبوت کی روحوں کو سکون ملا۔

آج پھر قادیانی پوری قوت کے ساتھ ملک وملت کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔ حکومت قادیانیوں کو سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے برطرف کرے۔ مسلم لیگ (ن) کی حکومت میں قادیانی ریشہ دوانیاں بڑھ گئی ہیں اور تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر کو فرقہ وارانہ انداز میں لیا جا رہا ہے۔ جبکہ تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر مشتمل لٹریچر چھاپنے والوں کو سرکاری انتظامیہ اور پولیس پریشان اور ہراساں کر رہی ہے۔ قادیانی ملک میں دہشت گردی اور انتشار پھیلا کر اپنے ملک دشمن عزائم کی تکمیل میں مصروف ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانی دجل و تلبیس اور مکر و فریب کا سیاسی سطح پر بھی تعاقب کیا جائے گا۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور

لاہور (۷ر ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقدہ سالانہ ’’ختم نبوت کانفرنس‘‘ سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا ہے کہ ایوان اقتدار کی راہداریوں سیاسی جماعتوں اور نوکر شاہی میں گھسے ہوئے قادیانی، تحفظ ختم نبوت کی پر امن جدوجہد کو سبوتاژ کرنا چاہتے ہیں، ہم دنیا کے ہر کونے میں فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لئے جدوجہد جاری رکھیں گے کانفرنس سے پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماء مولانا مفتی محمد حسن، جامعہ اشرفیہ لاہور کے نائب مہتمم مولانا فضل الرحیم مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مرکزی

نائب امیر علامہ زبیر احمد ظہیر، جمعیت علماء اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات مولانا محمد امجد خان، اہلسنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمان معاویہ، قاری محمد قاسم تحریک طلباء اسلام کے رہنماء محمد قاسم چیمہ، عاشق حسین رضوی اور دیگر رہنماؤں نے خطاب کیا۔ مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان کی بقاء کی جنگ عقیدے کی جنگ کے ساتھ وابستہ ہے انہوں نے کہا پیپلز پارٹی کی طرح نواز لیگ نے بھی امریکی تابعداری اور ڈرون حملوں کے مسئلہ پر پرویز مشرف کی پالیسی جاری رکھی ہوئی ہے ان پالیسیوں سے ہمارا عقیدہ اور وطن عزیز امریکہ کی زد میں ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ وطن عزیز کے خلاف قادیانی لابی سازشیں کر رہی ہیں۔ اور قادیانی سازشوں سے ہم باخبر ہیں ہم ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کا دفاع کریں گے اور قادیانی نواز عناصر کو ناکام بنائیں گے۔ مولانا فضل الرحیم نے کہا ہے کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم نے تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن کی آبیاری کی مجلس احرار اسلام نے امیر شریعت کی قیادت میں محاسبہ قادیانیت کی لازوال جدوجہد کی، انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام ایمان کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ مفتی محمد حسن نے کہا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت امت کا اجماعی عقیدۂ ہے مسلمان اس عقیدے پر حرف نہیں آنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ 7۔ستمبر 1974 کے فیصلے کو دنیا کی کوئی طاقت تبدیل نہیں کر سکتی، جنگ یمامہ کے شہداء اور شہداء ختم نبوت کے مشن کو ہر قیمت پر زندہ رکھا جائے گا انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے مجلس احرار اسلام کی خدمات ہمارا قیمتی اثاثہ ہے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ موجودہ حکومت قادیانیوں کی پشت پناہی کر رہی ہے اور تحفظ ختم نبوت کے مقدس کام کو فرقہ واریت کا رنگ دے کر سازشیں کر رہی ہے، انہوں نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام ایمان کا نماز اور آئین کے عین مطابق ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے لٹریچر پر پابندیاں کسی صورت قبول نہیں کی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ حکمران قادیانیت نوازی ترک کر دیں، کانفرنس کی قرادادوں میں مطالبہ کیا گیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ پر چناب نگر سمیت ملک بھر میں موثر عمل درآمد کرایا جائے سول اور فوج کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ مساجد سے مشابہت رکھنے والی قادیانی عبادت گاہوں کی شکل تبدیل کی جائے۔ روزنامہ ''الفضل'' سمیت تمام قادیانی رسائل و جرائد اور ارتدادی لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے۔ چناب نگر پر قادیانی تسلط ختم کرایا جائے علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی دفتر میں آمدہ اطلاعات کے مطابق برطانیہ، جرمنی اور ڈنمارک سمیت کئی یورپی ممالک میں مسلم کمیونٹی نے تحفظ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کیں، گلاسگو میں عبدالرحمان باوا، مولانا سہیل باوا، مولانا محمد اشرف لہر، مفتی ھارون مطیع اللہ نے متعدد اجتماعات سے خطاب کیا۔

ختم نبوت کانفرنس اوکاڑہ

اوکاڑہ (13 ستمبر) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو ان کی متعینہ آئینی حیثیت کا پابند نہ کرایا گیا تو ہولناک کشیدگی جنم لے گی وہ نماز جمعتہ المبارک سے قبل بخاری مسجد اوکاڑہ میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ کانفرنس سے خطیب بخاری مسجد مولانا محمد اعظم نے بھی خطاب کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ڈرون حملوں کے ذریعے ہماری خودمختاری اور سلامتی کو چیلنج کیا جا رہا ہے جبکہ موجودہ حکمرانوں نے بھی زرداری حکومت کی طرح پرویز مشرف کی پالیسیوں کے خطرناک تسلسل کو جاری رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ لال مسجد کا قاتل پرویز مشرف ہے اگر اس کو کسی حیلے سے بھی باہر جانے دیا گیا تو ذمہ دار وہ نواز لیگ ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ ایک

طویل جدوجہد کے بعد لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو بھٹو مرحوم کے دور اقتدار میں 7 ستمبر 1974 کو پارلیمنٹ کے فلور پر غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا جبکہ حاجی نمازی حکمرانوں نے 1953ء میں دس ہزار فرزندان توحید کے سینے گولیوں سے چھلنی کیے۔ انہوں نے کہا کہ فوج اور سول بیوروکریسی میں کئی کلیدی عہدوں پر مرزائی براجمان ہیں سرکاری بیوروکریسی اور سیاسی جماعتوں کی بیوروکریسی قادیانیوں کو پروموٹ کررہی ہے اور چناب نگر سمیت پورے ملک میں امتناع قادیانیت ایکٹ کی خلاف ورزی ہورہی ہے انہوں نے کہا کہ یہ خطہ اسلام کے نفاذ کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اب بھی صرف اور صرف اسلام کے نفاذ میں ہی اس کی بقاوسلامتی مضمر ہے بعدازاں عبداللطیف خالد چیمہ نے جامعہ انوریہ میں اخبارنویسیوں سے ملاقات میں کہا کہ کراچی آپریشن کے لئے نیک نیتی اور غیر جانبداری ضروری ہے اگر اب بھی حکومت کسی مصلحت کا شکار ہوئی تو پھر خطرناک آگ لگے گی جس کو بجھانا ممکن نہ ہوگا انہوں نے کہا کہ اگر غیر جانبدارانہ تحقیقات ہوں تو بدامنی کے پیچھے یہودی وقادیانی لابی سامنے آئے گی کیونکہ پاکستان کو ایک ناکام ریاست بنانا یا ڈکلیئر کرانا یہودی ایجنڈا ہے جو امریکہ کی سرپرستی میں چل رہا ہے اور قادیانی مہرے کے طور پر استعمال ہورہے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ پاکستان اور بعض یورپین ممالک سے قادیانی بھیس بدل کر حج پر جارہے ہیں حکومت پاکستان کو آئین اور قانون کے اس کا نوٹس لینا چاہیئے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ برطانیہ سے بعض قادیانی ٹریول ایجنٹ قادیانیوں کو حج پر بھیج رہے ہیں اور ان میں اکثریت پاکستانی قادیانیوں کی ہے۔

توہینِ رسالت کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں: عبداللطیف خالد چیمہ

1953ء کے شہدائے ختمِ نبوّت کی یاد میں رحیم یار خان میں ختمِ نبوت کانفرس سے خطاب

رحیم یار خان (۲۰ ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قانون توہینِ رسالت کو غیر مؤثر بنانے کے لیے یہ بھی ایک نیا ہتھکنڈا ہے کہ جھوٹا الزام عائد کرنے کے لیے بھی سزائے موت مقرر کی جائے، اسلامی نظریاتی کونسل کو اس کا جائزہ لینا چاہیے، وہ گزشتہ روز نماز جمعہ سے قبل جامع مسجد ختمِ نبوّت مسلم چوک رحیم یار خان میں ختمِ نبوّت کانفرنس سے خطاب کررہے تھے، انہوں نے کہا کہ سزائے موت ختم کرنے کے لیے وہی قوتیں سرگرم عمل ہیں، جو اسلامی سزاؤں کے خلاف مہم چلا رہی ہیں، انہوں نے کہا کہ قرآنی وآسمانی سزاؤں کے خلاف مہم فتنہ ارتداد کو تحفظ دینے کے مترادف ہے، انہوں نے کہا کہ کچھ قوتیں ۱۹۷۴ء کی قرارداد کو اقلیت اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ کو ریورس گیر لگانے کے امریکی ایجنڈے پر کام کررہی ہیں، لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ قوم ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کسی مہم کو کامیاب نہیں ہونے دے گی، انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی کو بھٹو مرحوم کے تحفظ ختمِ نبوّت کے تاریخی کردار کو یاد رکھنا چاہیے اور حکمرانوں اور سیاست دانوں کو اقتدار کی دہلیز میں چھپے قادیانیوں کو نکالنا چاہیے، انہوں نے الزام عائد کیا کہ اہم حکومتی عہدوں پر فائز قادیانی ملک کے خلاف خطرناک ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں اور مقتدر حلقوں میں تحفظ ختمِ نبوّت کے کام کو فرقہ وارانہ کام کی ذیل میں لاکر پابندی لگانا چاہتے ہیں، بعدازاں حافظ زبیر احمد کی رہائش گاہ پر پریس کانفرنس کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام تحریکِ تحفظ ختمِ نبوّت کے کام کو پوری دنیا میں پھیلانے کے لیے سرگرم عمل ہے، ہم دستورِ پاکستان کے تقاضوں کے مطابق اپنی عملی جدوجہد کو آگے بڑھا رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ آئین کے دفاع وتحفظ کے لیے ہر ممکن طریقہ اختیار کیا جائے گا، اس موقع پر مولانا فقیر اللہ رحمانی، حافظ عبدالرحیم نیاز، مولانا بلال احمد، مولانا کریم اللہ، حافظ محمد اشرف، جام یعقوب اور دیگر بھی موجود تھے۔ (روزنامہ ”اسلام“ ملتان، ۲۱ ستمبر ۲۰۱۳)

محمد ارشد چوہان کی تعزیت

چیچہ وطنی (۲۲ر ستمبر) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے رہنما محمد ارشد چوھان کی تعزیت کے لیے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب ناظم مولانا محمد مغیرہ چیچہ وطنی تشریف لائے، محمد ارشد چوھان کے صاحبزادگان اور عبداللطیف خالد چیمہ سے تعزیت کا اظہار کیا، بعدازاں 27۔ستمبر کو مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری کمالیہ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کے بعد چیچہ وطنی تشریف لائے اور محمد ارشد چوھان کے انتقال پر تعزیت و ہمدردی کا اظہار کیا اور ان کی گرانقدر خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا، قبل ازیں بورے والا سے صوفی عبدالشکور احرار اور محمد نوید طاہر پر مشتمل دو رکنی وفد محمد ارشد چوھان مرحوم کی تعزیت کے لیے چیچہ وطنی آیا۔

توہین رسالت قانون کے حوالے سے اسلامی نظریاتی کونسل کی وضاحت کا خیر مقدم کرتے ہیں

(ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، عبداللطیف خالد چیمہ)

چیچہ وطنی (۲۵ر ستمبر ۲۰۱۳ء) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور اہلسنت والجماعت پاکستان نے کہا ہے کہ بے گناہ انسانوں کے قتل کا اسلام میں کوئی جواز نہیں ایسا کرنے والی قوتیں ملک کو مزید عدم استحکام کی طرف لے جانا چاہتی ہیں، اِن خیالات کا اظہار اہلسنت والجماعت پاکستان کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ملاقات میں کیا، دونوں رہنماؤں نے تازہ ترین ملکی صورتحال پر تبادلہ خیال کیا اور اِس پر اتفاق کیا کہ آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کے تحفظ کے حوالے سے دینی جماعتوں کو مشترکہ جدوجہد کی طرف بڑھنا چاہیے، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا کہ ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے واضح کر دیا ہے کہ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم نہیں ہونی چاہیے، جبکہ عبداللطیف خالد چیمہ نے تحریک انصاف کی طرف سے توہین رسالت کے قانون میں تبدیلی کے مطالبے کو کفرنوازی قرار دیتے ہوئے مسترد کیا ہے، انہوں نے کہا کہ تحریک انصاف کی سیکرٹری اطلاعات شیریں مزاری کا تو یہی وطیرہ ہے اور وہ اسی ایجنڈے پر کام کر رہی ہیں لیکن مخدوم جاوید ہاشمی کو نہ جانے کیا ہوا، انہوں نے کہا کہ جاوید ہاشمی اپنا بیان اور اعتراض واپس لیں اور کفرنوازی ترک کر دیں۔

قانونِ توہین رسالت کے حوالے سے جاوید ہاشمی کا بیان شرمناک اور اشتعال انگیز ہے (قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری)

ملتان (۲۷ر ستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان مرکزی امیر مولانا سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے توہین رسالت قانون میں تبدیلی کی کوشش بری طرح ناکام ہو جانے کے بعد تحریک انصاف نے عالمِ کفر کی خوشنودی کا علم اٹھالیا ہے۔ بیرونی ایجنڈے کو پاکستان میں لایا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جاوید ہاشمی کا یہ مؤقف مغرب کے کفریہ ایجنڈے کی تکمیل کی سازش ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کسی صورت قانون توہین رسالت میں تبدیلی برداشت نہیں کریں گے۔ قانون توہین رسالت کے حوالے سے تحریک انصاف کے صدر جاوید ہاشمی کا بیان شرمناک، اشتعال انگیز اور مداخلت فی الدین ہے۔ انہوں نے کہا کہ محض کسی قانون کے غلط استعمال کو جواز بنا کر اسے ختم کرنے کا مطالبہ جہالت ہے۔ توہین رسالت قانون کے غلط استعمال کو روکنے کا طریقہ کار بھی طے ہو چکا ہے اور اس حوالے سے مقدمات بھی اسی طریقہ کار کے تحت درج ہو رہے ہیں، انہوں نے کہا کہ قتل اغواء، ڈکیتی و دیگر جرائم کے سدباب کیلئے سخت قوانین موجود ہیں اور ان کا غلط استعمال بھی ہو رہا ہے تو کیا ان قوانین کو ختم کر دیا

جائے۔جاوید ہاشمی آخری عمر میں اللہ کی بجائے امریکہ کو راضی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس میں ان کو دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا، جاوید ہاشمی ان کے لیڈر اور ان کی جماعت یہود و نصاریٰ کے ایجنڈے کی تکمیل سے باز آجائیں دنیا کی کوئی طاقت توہین رسالت قانون کو ختم نہیں کر سکتی۔ایسی ہر سازش و کوشش کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی،انہوں نے مطالبہ کیا کہ جاوید ہاشمی اپنا بیان واپس لیں،اللہ سے توبہ کریں اور قوم سے معافی مانگیں۔انہوں نے کہا کہ تحریک انصاف نعرہ تو لگاتی ہے اسلامی فلاحی ریاست کا اور قانون تحفظ ناموس رسالت اُنہیں برداشت نہیں! پاکستان میں قادیانی فیکٹر ہر سیاسی جماعت میں موجود ہے،کسی میں خفیہ اور کسی میں علانیہ! انہوں نے کہا کہ قادیانی فیکٹر کی ہی نحوست ہے کہ تحریک انصاف اسلامی قوانین کے خلاف ہرزہ سرائی پر اُتر آئی ہے،اسلامی سزاؤں اور اسلامی قوانین کے خلاف ملکی و بین الاقوامی اداروں اور جماعتوں کی مہم کی سخت الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ طرز عمل نظریۂ اسلام،نظریہ پاکستان کی نفی بلکہ صریحاً غداری ہے۔

سید محمد کفیل بخاری کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

دورۂ کراچی (رپورٹ) شفیع الرحمٰن احرار

مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری ۲ر ستمبر ۲۰۱۳ء کی شام لاہور سے کراچی ائیر پورٹ پہنچے تو مجلس احرار اسلام کراچی کے صدر مفتی عطاء الرحمٰن، ناظم اعلیٰ مولانا احتشام الحق، حافظ علی شیر اور دیگر احباب نے اُن کا استقبال کیا۔مفتی عطاء الرحمٰن میزبان تھے۔رات کا قیام انہی کے ہاں دفتر مجلس احرار اسلام کراچی میں ہوا۔

۳ر ستمبر کو بعد نماز مغرب دفتر احرار میں عشرۂ ختم نبوت کے عنوان سے تقریب منعقد ہوئی جس میں سید محمد کفیل بخاری نے عقیدۂ ختم نبوت، قادیانیت اور تحریک ختم نبوت کی تاریخ پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا۔تقریب میں مولانا طارق مدنی، مولانا احتشام الحق، مفتی عطاء الرحمٰن اور دیگر علماء وطلباء موجود تھے۔دو روزہ ہنگامی مصروفیات میں علماء اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات سے ملاقاتوں کے علاوہ کراچی میں مجلس احرارِ اسلام کے کام کا جائزہ لیا گیا اور بعض اہم تنظیمی امور پر مشاورت کی گئی۔دفتر روزنامہ اسلام میں جناب خالد عمران اور جناب محمد احمد حافظ سے ملاقات ہوئی۔شعر و ادب اور تاریخ سیاست کے حوالے سے دلچسپ تبادلۂ خیال ہوا۔

۴ر ستمبر کی دوپہر کراچی سے بہاول پور پہنچے، جہاں جناب ڈاکٹر محمد عثمان چوہان اور بھائی محمد شیبان میزبانی کے لیے موجود تھے، یہاں چند گھنٹے قیام کے بعد سہ پہر ملتان پہنچ گئے۔

۶ر ستمبر خطبۂ جمعہ دارِ بنی ہاشم ملتان اور ۷ر ستمبر کو سالانہ ختمِ نبوّت کانفرنس لاہور میں شرکت وخطاب۔

دورۂ راولپنڈی وخیبر پختونخوا

(رپورٹ: حافظ ضیاء اللہ، دانش) ۱۱ر ستمبر کو سید محمد کفیل بخاری کی قیادت میں مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت میاں محمد اویس (لاہور)، حافظ محمد ضیاء اللہ، حافظ محمد کاظم (گجرات)، چار رکنی وفد لاہور سے راولپنڈی روانہ ہوئے۔راستے میں تلہ گنگ سے ڈاکٹر محمد عمر فاروق بھی ساتھ آن ملے۔روالپنڈی میں احرار کارکن جناب خادم حسین کی رہائش گاہ پر کارکنوں سے خطاب اور تبادلۂ خیال کیا۔قیام شب صدر احرار، راولپنڈی مولانا محمد ابوذر کے ہاں مسجد ابوبکر صدیق جھنگی سیداں پشاور روڈ پر ہوا۔

۱۲ر ستمبر کو خانس پور ایوبیہ میں میاں محمد اویس صاحب کے ہاں قیام کیا۔احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔راولپنڈی سے اس وفد میں مولانا ابوذر کے فرزند حافظ ابوہریرہ بھی شامل ہوگئے۔اس طرح خانس پور میں ارکانِ وفد کی تعداد چھ ہوگئی۔عزیزم ابوہریرہ

بہت دلچسپ نوجوان ہیں۔ انہوں نے تلاوتِ قرآن کریم اور خوبصورت نعتیں سنا کر خانس پور میں رات کے سناٹے میں سماں باندھ دیا اور پھر صبح کے ناشتے پر رفقاء کی میزبانی بھی کی اور بہت دلچسپ لطائف سنا کر ماحول کو پُر لطف بنا دیا۔

۱۳ ستمبر کو نمازِ جمعہ سے قبل خانس پور کی ہی ایک مسجد میں سید محمد کفیل بخاری نے مسئلہ ختمِ نبوّت، مقامِ صحابہ اور تحریکِ ختمِ نبوّت کی تازہ ترین صورتِ حال پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب مسجد ابوبکر صدیق جھنگی سیداں راولپنڈی میں مولانا محمد ابوذر نے ختمِ نبوّت کانفرنس کا اہتمام کیا۔ احرار وفد نمازِ مغرب کے وقت مولانا محمد ابوذر کے ہاں پہنچ گیا۔ بعد نمازِ عشاء عشرۂ ختمِ نبوّت کے سلسلے میں منعقدہ کانفرنس سے سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کیا۔

۱۴ ستمبر کو مردان جاتے ہوئے راستے میں مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ کے جامعہ ابوہریرہ خالق آباد (نوشہرہ) میں دو تین گھنٹے قیام کیا۔ مولانا عبدالقیوم ایک علمی شخصیت ہیں۔ خانوادۂ امیر شریعت سے بہت محبت کرتے ہیں۔ انہوں نے طلباء کو مسجد میں جمع کیا اور جناب سید محمد کفیل بخاری نے ایک گھنٹہ طلباء سے خطاب کیا۔ مولانا عبدالقیوم حقانی کی محبت و خلوص، علم دوستی اور تواضع نے دل موہ لیے۔ انہوں نے ارکانِ وفد کا بہت زیادہ اکرام کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزاءِ خیر عطاء فرمائے اور صحت و سلامتی سے نوازے اور ان کے ادارے کو شاد و آباد رکھے۔ (آمین)

۱۴ ستمبر کی شب مردان میں قیام کیا۔ یہاں قادیانیوں کے تعاقب، تحریکِ ختمِ نبوّت اور دیگر دینی امور کے حوالے سے مقامی احباب کے ساتھ دلچسپ اور مفید گفتگو و مشاورت ہوئی۔

۱۵ ستمبر کو نشتر ہال پشاور میں انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے زیرِ اہتمام منعقدہ ختمِ نبوّت کانفرنس میں سید محمد کفیل بخاری نے مختصر اور پُر جوش خطاب کیا۔ فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکّی، حضرت مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج اور دیگر اکابر سے ملاقات کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس کانفرنس سے قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور کے بھتیجے شمس الدین نے بھی خطاب کیا۔ وہ قادیانیت ترک کر کے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اسی روز پشاور میں جناب میاں محمد اویس کے ایک عزیز پہلوان عبدالرحمٰن سے ملاقات میں اُن کے مرحوم بھائی کی تعزیت اور دعاءِ مغفرت کے بعد راولپنڈی روانہ ہوئے اور بعد نمازِ عشاء بھائی محمد ناصر کے مکان پر احرار کارکنوں سے ملاقات اور کھانے کا اہتمام تھا۔ جناب خادم حسین، جناب خالد کھوکھر، جناب محمود الحسن میر، جناب وقاص سعید اور دیگر احباب موجود تھے۔ رات گئے لاہور واپس پہنچے۔ ۱۷ ستمبر کو لاہور سے ملتان پہنچے۔

(دورۂ چناب نگر، رپورٹ: سعید احمد) ۲۶ ستمبر کو جناب سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد اکمل ملتان سے چناب نگر روانہ ہوئے۔ نماز ظہر مسجد احرار میں ادا کی، خطیب مسجد احرار اور ناظمِ تبلیغ مولانا محمد مغیرہ اور حافظ محمد علی سے مسجد احرار کی تعمیرِ نو، مسلم ہسپتال کی تعمیر کا جائزہ اور دیگر تنظیمی مسائل پر مشاورت ہوئی۔ بعد نمازِ مغرب سلانوالی روانہ ہوئے۔ مولانا محمد مغیرہ اور مولانا محمد اکمل ہمراہ تھے۔ یہاں جناب قاری شفیق الرحمٰن صاحب کی دعوت پر مدرسہ تعلیم القرآن سلانوالی میں تکمیلِ دین و تکمیلِ نبوّت کے عنوان پر ایک گھنٹہ بیان ہوا۔ قیام شب مدرسہ ختمِ نبوّت چناب نگر میں ہوا۔ ۲۷ ستمبر کو صبح ۸ بجے مدنی مسجد مرکز احرار، چنیوٹ میں جناب صوفی محمد علی اور مولوی محمد طیب چنیوٹی سے ملاقات اور ضروری مشاورت کے بعد ٹوبہ ٹیک سنگھ روانہ ہوئے۔ مسجد معاویہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حافظ محمد اسماعیل اور دیگر احرار ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔

۲۷ ستمبر کو حاجی احسان صاحب کی دعوت پر جامع مسجد کریمیہ، کمالیہ میں خطبۂ جمعہ دیا اور چیچہ وطنی روانہ ہو گئے۔ بعد نمازِ عصر احرار کارکن محترم محمد ارشد چوہان مرحوم کے گھر جا کر اُن کے بیٹوں سے تعزیت کی اور مغرب کے بعد ملتان روانہ ہو گئے۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● محمد اشرف صاحب مرحوم، مجلس احرارِ اسلام سیالکوٹ کے صدر، خاندانی احراری تھے، مجلس احرارِ اسلام انہیں ورثہ میں ملی، اُن کے والد چودھری علی احمد مرحوم آخری دم تک مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ رہے۔ جماعت سے اُن کی رفاقت پچاس برسوں پر محیط ہے۔ وہ جماعت سے اپنی وفاداری کا ثبوت اپنی اولاد کی صورت میں جماعت کو دے کر گئے۔ بھائی محمد اشرف مجلس احرارِ اسلام کے بے لوث اور مخلص کارکن تھے۔ طویل عرصے سے عارضۂ قلب میں مبتلا تھے لیکن جماعت کے لیے وہ ہر وقت مستعد اور فکر مند رہتے تھے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور حسنات کو قبول فرمائے۔ اُن کے بھائیوں ارشد حسین، امجد حسین اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

● چودھری نیک محمد مرحوم: ملتان میں ہمارے مہربان محمد نعیم کے والد، انتقال ۳۱؍اگست ۲۰۱۳ء

● انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کے نائب امیر مرکزیہ مولانا احمد علی سراج (ڈیرہ اسمٰعیل خان) کے فرزند عبداللہ سراج، انتقال: ۲؍ستمبر ۲۰۱۳ء

● قاری سعید احمد (کمالیہ) کے والدِ گرامی مولانا حکیم محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ، انتقال: ۴؍اگست ۲۰۱۳ء

● چیچہ وطنی 109-12L کے جناب محمد چراغ خان کی صاحبزادی اور ہمارے معاون جناب محمد سہیل مان کی ہمشیرہ، انتقال: ۹؍ستمبر ۲۰۱۳ء

● چیچہ وطنی میں رانا قمر الاسلام کی ممانی صاحبہ 23؍ستمبر کو انتقال فرما گئیں

● چیچہ وطنی T M A کی مسجد کے امام صاحب حافظ محمد صادق کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔

● والدہ مرحومہ محمد شہزاد خان: ملتان میں ہمارے کرم فرما شہزاد خان خاکوانی کی والدہ ماجدہ اور شاکر خان خاکوانی کی پھوپھی صاحبہ انتقال: ۱۸؍ستمبر ۲۰۱۳ء بروز بدھ

● مولانا قاری رشید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ: عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالہ) کے برادرِ نسبتی، قاری عبدالرحیم کے ماموں اور ہم زلف، خطیب جامع مسجد الصادق بہاول پور۔ انتقال: ۷؍ستمبر ۲۰۱۳ء

● ہمارے دیرینہ رفیق فکر محمد الیاس میراں پوری کے نومولود فرزند محمد ذوالکفل ۱۳؍ستمبر ۲۰۱۳ء کو انتقال کر گئے۔

● مرکز احرار مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ کے خطیب مولانا تنویر الحسن کے تایا مرحوم: انتقال، ۲۶؍ستمبر ۲۰۱۳ء

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے (آمین)

قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

- جناب عزیز الرحمٰن سنجرانی: مجلس احرارِ اسلام ضلع ملتان کے سابق ناظم ورکن مرکزی مجلس شوریٰ۔ ان دنوں شدید علیل ہیں
- اوکاڑہ میں احرار کارکن غلام دستگیر کے والد بیمار ہیں
- حافظ محمد طارق: بہاول پور میں ہمارے مہربان اور کرم فرما، رفیقِ فکران دنوں گردوں کے عارضہ میں مبتلا ہیں
- چودھری محمد اکرام: مجلس احرارِ اسلام لاہور کے قدیم کارکن اور مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن۔ گزشتہ کئی ماہ سے علیل ہیں۔
- محمد بشیر چغتائی: مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر اور مجلس احرار اسلام کے مخلص کارکن، گزشتہ تین برس سے علیل ہیں۔
- مجلس احرارِ اسلام جلال پور پیروالہ کے رکن محمد سلیم اقبال (اکاؤنٹ آڈیٹر دینی مدارس) کی والدہ محترمہ علیل ہیں۔

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

حالیہ آفات حدیث پاک کی نظر میں

(1) بخاری شریف میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ مبارک سرخ تھا اور آپ عرب میں پیش آنے والی ہلاکتوں کا ذکر فرما رہے تھے، میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! نیک لوگ ہم میں موجود ہوں گے تب بھی ہم عمومی ہلاکتوں کا شکار ہوں گے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جب خباثتوں کی کثرت ہوگئی تو ایسا ہی ہوگا۔

(2) ترمذی شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایسا وقت آجائے کہ۔

☆غنیمت کے مال کو ہاتھوں ہاتھ لوٹا جانے لگے ☆امانت کو غنیمت سمجھ لیا جائے ☆زکوٰۃ کو تاوان اور بوجھ سمجھا جانے لگے ☆تعلیم حاصل کرنے میں دین کے مقصد کو پس پشت ڈال دیا جائے ☆خاوند اپنی بیوی کا فرمانبردار ہو جائے ☆بیٹا اپنی ماں کا نافرمان ہو جائے ☆بیٹا اپنے باپ کو خود سے دور رکھے اور دوستوں کو قریب کرے ☆مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے ☆قبیلہ کا سردار اس کا فاسق شخص ہو ☆قوم کا لیڈر ان کا رذیل ترین آدمی بن جائے ☆کسی شخص کی عزت صرف اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جانے لگے ☆ناچنے والیاں اور گانے بجانے کے آلات عام ہو جائیں ☆شرابیں پی جانے لگیں اور اس اُمت کے لوگ دوسرے لوگوں پر لعن طعن کرنے لگیں تو۔

پھر خدا کے عذاب کا انتظار کرو جو ☆سرخ آندھی ☆زلزلہ ☆زمین میں دھنسائے جانے ☆شکلوں کے مسخ ہونے ☆پتھر برسنے اور ایسی دیگر نشانیوں کی صورت میں ہوسکتا ہے جو اس طرح لگاتار ہوں گی جیسے کسی ہار کی ڈوری ٹوٹ جائے اور موتی پے در پے گرنا شروع ہو جائیں۔

زندگی کے سارے سُکھ، صحّت اور تن درستی سے ہیں

تَن سُکھ سے تَن دُرست

تن سُکھ جسم و جاں کو تقویت پہنچاتی ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتی ہے

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ۔

آپ ہمدرد دوست ہیں۔ اعتماد کے ساتھ مصنوعاتِ ہمدرد خریدتے ہیں۔ جائز منافع بین الاقوامی شہرِ علم و حکمت کی تعمیر میں لگ رہا ہے۔ اس کی تعمیر میں آپ بھی شریک ہیں۔

ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:

www.hamdard.com.pk

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲)...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہو گیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح و شام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر و غم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY کئیر فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔